فیضانِ قدیر

مصنف

جانشین حضرتِ قدیرؒ خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی
صاحب قدیری

صاحبزادہ خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی
تراب قدیری

آستانہ قدیری ہلکٹہ شریف، واڑی جنکشن ضلع گلبرگہ شریف (کرناٹک)

FAIZAN -E- QUADEER

FAIZAN -E- QUADEER

COLLECTION OF
Hamd, Naat & Mankhabat

ASTANA -E- QUADEERI

By :
Janasheen-E-Hazrath-E-Quadeer
Khwaja Syed Ibrahim Shah Quadri Chishti Yamani
Bandanawazi Saheb Quadeeri &
Sahebzada Syed Abu Turab Shah Quadri Chishti
Yamani Bandanawazi Turab Quadeeri.

HALKATTA SHAREEF
NEAR WADI JN., DIST. GULBARGA SHAREEF,
KARNATAKA STATE, INDIA

AJAY PRESS

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیضانِ قدیر

مصنف

جانشین قدیر خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری الچشتی یمنی بندہ نوازی
صاحب قدیری

صاحبزادہ خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی
تراب قدیری

آستانۂ قدیریہ ہالکٹہ شریف، واڑی جنکشن ضلع گلبرگہ شریف (کرناٹک)

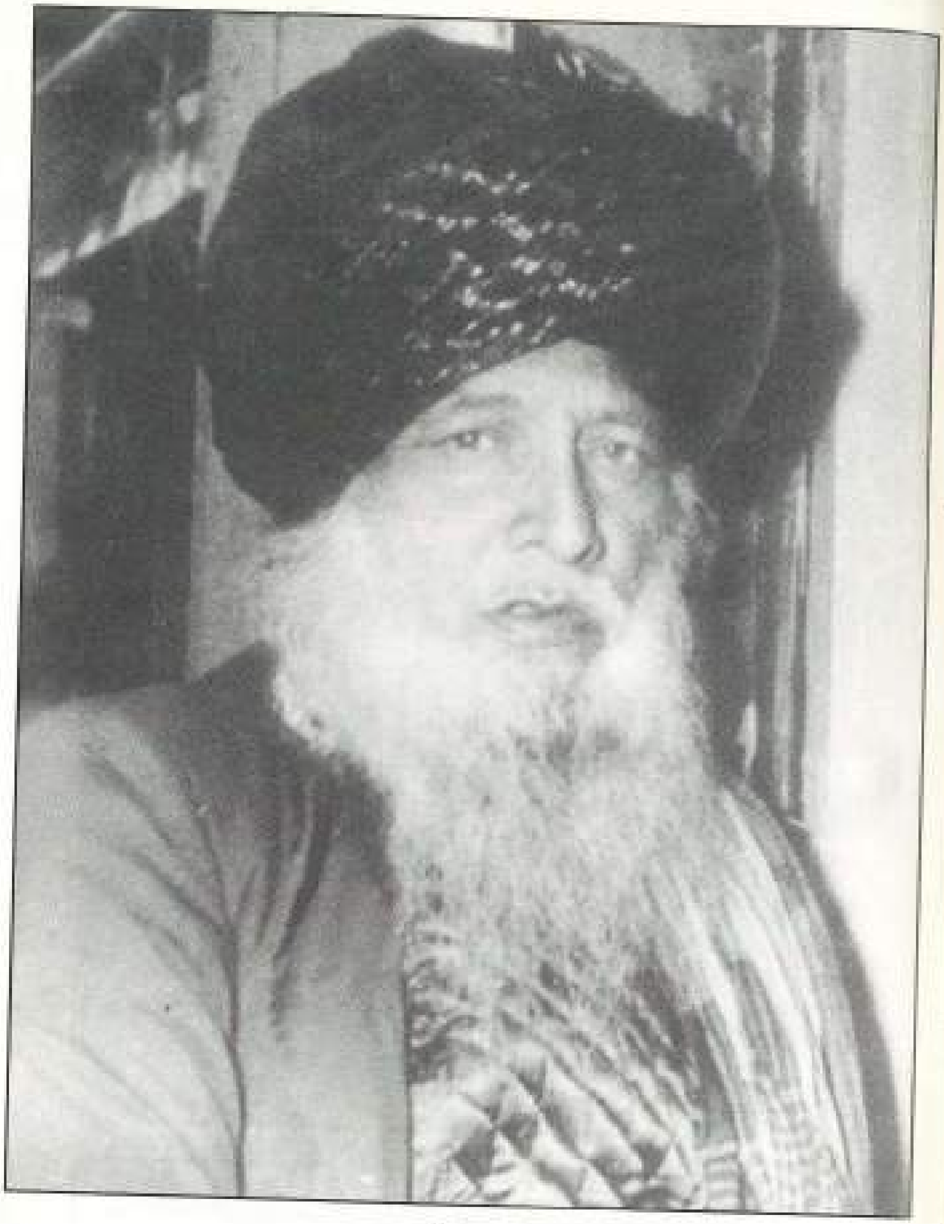

حضرت خواجہ محمد سید بادشاہ قادری الچشتی یمنی قدیرؒ ہلکٹہ شریف

فیضانِ قدیر

نام کتاب : فیضانِ قدیر

سنہ اشاعت : ۱۳ر ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۴ر جنوری ۲۰۰۵ء بروزِ پیر

تعداد : دو ہزار (۲۰۰۰)

کتابت : ابتدائی صفحات محمد یوسف علی خطاط (اعجاز پریس) و سید ارشد میاں

مطبوعہ : اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار حیدرآباد

فون : 55711442

قیمت : پچاس روپے (۵۰ روپے) Rs. 50/-

ملنے کے پتے

- صاحب قدیری آستانۂ قدیری ہلکٹہ شریف نزد واڑی جنکشن ضلع گلبرگہ شریف
  فون نمبر: 08476-202031
- کاشانۂ بوتراب گرین گارڈن نزد جامع مسجد جہاں نما حیدرآباد
  فون نمبر: 040-24464548
- خانقاہِ قدیریہ فتح دروازہ حیدرآباد H. No : 19-2-573/2/A,
- پروفیسر انور قادری نزد بابا قادری مسجد شولاپور مہاراشٹرا
- برلی میڈیکل مارٹ بھوانی پیٹ۔ پونہ • شاہ جہاں قادری پلاٹ نمبر ۱ شیواجی نگر ممبئی

جانشین حضرتِ قدیرؒ خواجہ سید ابراہیم قادری چشتی یمنی بندہ نوازی

صاحب قدیری

صاحبزادہ خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی
تراب قدیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عطائے قدیر

نسبت کے فیض ہی سے تو نام و نشاں ہوئے　　اس طرح سے بھی آپ کے جلوے عیاں ہوئے

شکر صد شکر کہ فضل ربی ہوا۔ اُمّت حضور اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں۔ ہم اپنی خوش بختی پر ناز کرتے ہیں کہ دامنِ سید اولیاء حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی نصیب ہوا اور خواجۂ خواجگانِ چشت حضرت سیدنا معین الدین چشتی اجمیریؒ کے واسطے سے حضرت خواجہ گیسودراز بندہ نوازؒ گلبرگہ شریف کے دربار گہربار کے گیسوئے کرم حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیر بندہ نوازی قدس سرہٗ العزیز کے دامنِ خیر سے وابستگی ہوئی۔ درحقیقت

آپ کے دم سے ہے قائم کاروانِ زندگی
آپ کی نظرِ کرم ہی تو ہے جانِ زندگی

یہ سب نورِ نگاہِ کریم والدی و مرشدی حضرت خواجہ محمد سید بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؒ کی نسبی و نسبتی نسبت کی عطاء ہے۔ جس کے اظہار حقائق و معارف کا علمی، ادبی، عرفانی سرمایہ بصورت فیضانِ قدیر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

خادم کو قادری خلافت حضرت قدیرؒ سے اور چشتی خلافت نور دیدہ بندہ نواز حضرت خیرؒ سے ۱۳۷۵ھ میں حاصل رہی۔ دونوں واسطے ہی شعر و سخن عطاء و کرم کے انوار درخشاں ہیں

کرم جو خیر و قدیر کا ہے فقیر صاحب بھی بادشاہ ہے
حسین دیکھئے نبی کی دولت علیؑ کے گھر سے علی کے گھر ہے

جدِ طریق پیر قدیر حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتیؒ چنگوپہ شریف بہترین قاری اور

عرفانی شاعر گذرے ہیں دیوانہ تخلص فرماتے تھے۔ آپ ہی کی عطاءِ عشق نے
حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی کو قدیر بنایا۔ عشق قدیر میں سلسلۂ قدیریہ سے
وابستگی و عقیدت رکھنے والی مقبول و معروف خدمت گذار شخصیتیں ہیں۔
حضرت یقین سکندرآبادی حضرت خواجہ شوق صاحب حیدرآبادی حضرت ذاکر سکندرآبادی
حضرت عارف حیدرآبادی۔ حضرت رفعت الحسینی بھوپالی۔ حضرت قاضی میر کڑپوی۔
حضرت خورشید علیشاہ کلیانوی حضرت صابر توکل شاہ بن کریگی کو کون بھول سکتا ہے۔
انہی بزرگوں کے افکارات سے مستفیض ہوکر خراجِ عقیدت پیش کرنے والے مدح خواں کا ایک نام
جو سلسلۂ قدیریہ کے ذہنوں میں محفوظ ہے جسے آپ صاحب قدیری کہتے ہیں۔
نسل بعد نسل اس طرح جو سرمایہ ہمارے خدمات کو چلاتے جارہا ہے۔
وہ ہیں صاحبزادہ خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی تراب قدیری جو شاعرانہ
مزاج رکھتے ہیں خوب سنتے ہیں خوب سناتے ہیں جن سے سبھی آشنا ہیں۔
"فیضانِ قدیر" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۹ء دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۰ء تیسرا ایڈیشن ۱۹۹۶ء
میں شائع ہوا۔ بزرگوں کی نگاہِ شفقت رہی کہ "فیضانِ قدیر" کی وسعتوں کو اور گنجائش نصیب ہوئی
صاحبزادہ تراب قدیری نے بڑی احتیاط سے اپنے اور ہمارے کلام کو محفوظ رکھا۔ اس طرح
چوتھے ایڈیشن فیضانِ قدیر کی اشاعت عمل میں آئی۔

سرِ راہِ وفا صاحب بہت تھیں تلخیاں لیکن
جمع کر تنکا تنکا آشیانہ کر دیا آخر

تحریر و کلام میں سہو ہو تو ناظرین درگزر فرمائیں۔
اس موقع پر خادم اپنے کرم فرما محترم محمد عبدالعزیز قادری مالک گلزار بیکری حیدرآباد
حضرت محمود عبدالکریم قادری پالی مہاراشٹرا۔ محترم عبدالرحمٰن قادری کیرلا ' بنگلور ' اسحٰق قادری ملاد
پروفیسر انور قادری شولاپور ' محمد فائق قادری حیدرآباد ' علیم الدین قادری وارثی ' جناب محمد صادق قادری

محمد چاند قادری ' محمد عابد قادری ' محمد ریاض قادری ' اظہر القادری قادم یادگیری
جناب اعزاز محمد مختار برادر سید ارشد محمد مختار اعجاز پریس حیدرآباد و جمیع اہل سلسلۂ قدیریہ
کے خدمات کا مشکور ہوں دعا ہے کہ محسنین کو مولیٰ تعالیٰ اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین

فیضانِ قدیر کے جملہ حقوق بحق صاحبزادہ خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی
تراب قدیری ہلکٹہ شریف
وغیرہ سید احمد محی الدین یمنی القادری محفوظ ہیں کوئی صاحب بغیر اجازت طباعت و
اشاعت نہ فرمائیں۔

ہے عقیدت کا وسیع میدان فیضانِ قدیر
نسبت و وابستگی کی جان فیضانِ قدیر
سلسلہ در سلسلہ کس طرح ہوتی ہے عطاء
دیکھئے گلدستۂ عرفان فیضانِ قدیر

کلامِ قدیرؒ

دُنیا کے چمن میں پیر میرا دیوانہ بنا کر چھوڑ دیا
ہر گل میں شجر میں قدرت کا مجھے رنگ دکھا کر چھوڑ دیا

اک جام پلا کر مست کیا مرے ہوش نہیں ہیں مجھ میں بجا
اس بندہ حقیر ناچیز کو اک چیز بنا کر چھوڑ دیا

الطاف و کرم میرے مُرشد کا میں بھولا نہیں مجھے یاد ہے سب
عرفان کے دریا میں مجھ کو اک غوطہ لگا کر چھوڑ دیا

میرے چاہنے والو کہہ دو ذرا دیکھو کیسا فضل مُرشد کا ہوا
رو یا میں دکھا کر صورت کو مستانہ بنا کر چھوڑ دیا

آیا تو نظر مجھے مثلِ قمر پروانہ ہوا تیرا اے دلبر
حق حق کی باتیں مجھ کو سُنا دُر دانہ بنا کر چھوڑ دیا

سادات کی چادر رنگ دیا نہیں رنگ میں کوئی فرق ذرا
رنگریز کریم اللہ پیر میرا رنگ دینا سکھا کر چھوڑ دیا

اے سید محمد جان قدیر تیری صورت میں ہے بھید چھُپا
دیوانہ کریم اللہ قادری نے دیوانہ بنا کر چھوڑ دیا

یا سیّدی یا سیّدی

مرحبا صلِّ علیٰ یا سیّدی یا سیّدی
آپ کا ہے آسرا یا سیّدی یا سیّدی
ایک شکستہ ناؤ ہے طوفان کی آغوش میں
ہو کرم بہرِ خُدا یا سیّدی یا سیّدی
آپ ہیں بدر الدجیٰ نورُ الھدیٰ کیف الوریٰ
آدمیت کی بقا یا سیّدی یا سیّدی
کلمۂ بالقلب کیا ہے وصفِ حضرت ہی تو ہے
ہر نفس ہے بولتا یا سیّدی یا سیّدی
عرش و کرسی ساکنانِ بحر و بر لوح و قلم
ذرّہ ذرّہ آپ کا یا سیّدی یا سیّدی
روزِ محشر کالی کملی میں پناہ دے دیجیۓ
غم کے ماروں نے کہا یا سیّدی یا سیّدی
اۓ شہہِ عرب و عجم صاحب پہ ہو نظرِ کرم
آپ کا ہے آپ کا یا سیّدی یا سیّدی

یا رسول اللہ

ملا ہے آپ کا ہر دم سہارا یا رسولؐ اللہ
فدائیانِ محمدؐ کا ہے نعرہ یا رسولؐ اللہ

خوشا بختی ہیکہ وابستۂ دامانِ رحمت ہوں
"ازل ہی سے تمہیں میں نے پکارا یا رسول اللہ"

رہے سینہ سپر عشاقِ حضرت ہر زمانے میں
نہیں ڈرتا ہے دیوانہ تمہارا یا رسول اللہ

درِ اقدس پہ جو بھی والہانہ سر جُھکاتا ہے
اُسی کا ہے بلندی پر ستارا یا رسولؐ اللہ

کرم ہو اک نظر صاحبؔ قدیری پر میرے آقاء
تمہارا ہے تمہارا یا رسولؐ اللہ

صاحبؔ قدیری

دیدارِ مُصطفےٰؐ

حاصل ہوا ہے جسکو بھی دیدارِ مُصطفےٰؐ
ہاں دیکھتا ہے بس وہی انوارِ مُصطفےٰؐ

ایک ایک لمحہ زیست کا ہے پیکرِ عمل
قرآن ہی قرآن ہے کردارِ مُصطفےٰؐ

بالا خرد کی حد سے مقامِ عروج ہے
جبریل دیکھتے رہے رفتارِ مُصطفےٰؐ

من عرفہ نفسہٗ سے حقایق علی کے ہیں
ہاں شانِ بُوتراب ہے دستارِ مُصطفےٰؐ

صاحبؔ قدیری ادنا و اعلیٰ کی قید کیا
سب پر کرم نواز ہے دربارِ مُصطفےٰ

صاحبؔ قدیری

دربارِ محمدؐ

شفاف ہے ہر طرح سے کردارِ محمدؐ
ہر ذرے میں موجود ہیں انوارِ محمدؐ

حاکم ہیں زمانے کے طرف دار محمدؐ
کونین پہ بھاری ہیں وفادارِ محمدؐ

بے مثل ہے انمول ہیں سرکارِ محمدؐ
آساں نہیں بن جانا خریدار محمدؐ

پیغامِ وفا شانِ کرم سب کیلئے ہے
عالم کے لئے عام تھا دربارِ محمدؐ

بوبکرؓ عمرؓ عثمانِ غنیؓ اور علیؓ حیدر
یارانِ وفادار ہیں یہ چار محمدؐ

جو صاحبؔ دل ہیں وہی آگاہ رہیں گے
کھلتے نہیں ہر ایک پہ اسرارِ محمدؐ

گنبدِ خضرا

پوچھتے کیا ہو درِ کعبہ میں کیا کیا دیکھا
ذاتِ وحدت میں چُھپا نُور کا جلوہ دیکھا

جُز محمدؐ نہ زمیں ہے نہ مکاں لوح و قلم
ہرجگہ شانِ محمدؐ کا سراپا دیکھا

طور پہ حضرت موسیٰؑ کو طلب تھی جس کی
چشمِ محبوب میں اُس جلوے کا جلوہ دیکھا

ہم کہاں اور مقامِ شہہِ کونین کہاں
حاصلِ زیست ہے عاصی نے مدینہ دیکھا

صحن کعبہ میں شریعت نے کئے تھے سجدے
کعبۂ دل کو دربار پہ جُھکتا دیکھا

انکے قدموں پہ جو مرتے ہیں وہ پاتے حیات
زاہدہ تو نے کبھی ایسا بھی نقشہ دیکھا

حاضری ہوگئی صاحبؔ زہے تقدیر وہاں
نسبتِ پیر ملی گنبدِ خضرا دیکھا

صاحب قدیری

حُضور کا ہے

سنبھالتے ہیں تمہارے ہیں کرم کچھ ایسا حُضور کا ہے
انہی کے صدقے میں جی رہا ہوں بتاؤں کیا کیا حُضور کا ہے

نظر ہو روشن تو دیکھ لیجے ہے کس سے ارض و سما کی زینت
یہاں نظارہ حضور کا ہے وہاں بھی جلوہ حُضور کا ہے

شکستہ کشتی ہے زورِ طوفاں زمانہ ساحل کی فکر میں ہے
ہماری کوشش سے کچھ نہیں ہے فقط سہارا حُضور کا ہے

ہمیں یقین ہے ہمارے آقا بروزِ محشر بچا ہی لیں گے
رضاء ہے مولیٰ کی بھی اُسی میں کہ جو بھی منشاء حُضور کا ہے

تمہارے در کے فقیر ہی کو زمانہ صاحبؔ پکارتا ہے
کرے نہ کیوں ناز بادشاہی غلام کس کا حُضور کا ہے

مناجات

الٰہی علم و حکمت کی ضیاء دے
شعور دید عشقِ مصطفےٰ دے

تجھے دیکھا کریں آٹھوں پہر ہم
میرے مولیٰ وہ آئینے وفا دے

عطاء ہو غوث و خواجہ کا تصدق
کریمی شان فیضِ سلسلہ دے

سلیقہ مانگنے کا ہم میں کیا ہے
تو سب کچھ جانتا ہے کس کو کیا دے

عمل لائے کہاں صاحبؔ قدیری
جو تو چاہے تو ہر طرح نبھا دے

التجا

بالیں روضۂ اقدس پر ہے یہ التجا میری
میرے آقا ہی کے قدموں میں ہو جائے جگہ میری

ازل سے ہی بحمداللہ ہوں وابستۂ رحمت
"محمدؐ مصطفےٰ کے نور سے ہے ابتداء میری"

لئے کاسہ طلب کا آج محتاج کرم آئے
جو چاہیں آپ تو پل بھر میں ہو حاجت روا میری

بھلا اِس دفترِ اعمال میں رکھا ہی کیا ہوگا
تمہارے ہاتھ آقا لاج ہے روز جزا میری

وہی لمحات تو ہیں کامیاب زندگی صاحبؔ
رُخ انور نگاہوں میں رہے آئے قضاء میری

وجودِ رحمت

امینِ صبح بہاروں کی آبرو آئے
سرِ نیاز تھا سجدے میں قبلہ رو آئے

ظہورِ نُور تھا تاریکیوں نے دم توڑا
حضور لے کے جو قرآن کی گفتگو آئے

جمالِ یار کے دیدار ہی کی ہے معراج
خود اپنے آپ کے سرکار روبرو آئے

احاطہ کس طرح ہوگا وجودِ رحمت کا
وہ نُور بنکے ہر اک شئے میں چار سو آئے

غلامی در کی نصیبے سے مل گئی صاحبؔ
خدا کا شکر ہے محفل میں سرخرو آئے

سلیقہ

سلیقہ چاہئے آقا کے در پر سر جھکانے کا
یہی در مقصد حاجات ہے بگڑی بنانے کا

جو پایا دستِ مرشد کو وہ پایا غوثؒ و خواجہ کو
پتہ اِس راہ سے ملتا ہے طیبہ کے گھرانے کا

کریمؒ شان کے صدقے قدیریؒ شان کے قرباں
وہی رزاق داتا ہے ہمارے آب و دانے کا

جو تیرا ہوگیا وہ پھر کسی کا کیسے ہوجائے
جسے بھی شوق ہو میداں کھلا ہے آزمانے کا

امانت سونپ دے سانسوں کی صاحبؔ تو قرار آئے
چلے بھی آئے اب وقت ہے وعدہ نبھانے کا

صاحبؔ قدیری

چراغاں

ہر سمت چراغاں ہیں ہر آنکھ تمنائی
آقاء میرے آتے ہی محفل میں بہار آئی

کیا قیصر و کسریٰ ہے کیا چیز ہے دارائی
آقاء کی غلامی میں کونین سمٹ آئی

موسیٰ کو یدِ بیضا عیسیٰ کو مسیحائی
رحمت میرے آقاء کے حصے میں چلی آئی

زاہد تو بتادینا کعبے کی حقیقت کو
کس سمت کروں سجدہ وہ یار ہے ہر جائی

جو آبلہ پا ہوگا وہ صاحبؔ منزل ہے
دیوانہ تو بن جانا شرمائے گی دانائی

صاحبؔ قدیری

نعت شریف

اہل جہاں کو چاند ستاروں سے کام ہے
ہم کو رسول پاک کے یاروں سے کام ہے

آقا کی اک نگاہ ہماری حیات ہے
وہ اور ہونگے جن کو ہزاروں سے کام ہے

نوری کرن کی عرش نمائی تو دیکھئے
خضرا کے بس حسین میناروں سے کام ہے

شکوہ شکستہ پائی کا کرنا بھی ہے محال
ہاں لغزشوں کو آج سہاروں سے کام ہے

جب ساتھ اپنے رہبر عشق رسول ہے
ہم چل پڑیں گے صرف اشاروں سے کام ہے

صاحبؔ نفس نفس میں ہے نغمے چھپے ہوئے
مضراب دل کو چھیڑیئے تاروں سے کام ہے

شانِ عالی

میرے آقاء کی ہے شان عالی
سبز گنبد سنہری ہے جالی

سبکے عیبوں کو وہ ڈھانکتے ہیں
دیکھو کاندھے پہ ہے کملی کالی

ذاتِ واحد کا نورِ سراپا
ہر ادا جس کی ہے بے مثالی

وصف حضرت کا تسکین جاں ہے
ذکر صحنِ چمن ڈالی ڈالی

اُن کی صاحبؔ عطاء پوچھنا کیا
در سے خالی گیا نہ سوالی

صاحبؔ قدیری

5-9-2000

نشانِ منزل

ہم تو منگتے ہیں اِسی در کے کہاں جاتے ہیں
جب بلاتے ہیں تو سرکار چلے آتے ہیں

ایک میں ہی نہیں عالم پہ کرم ہے اُن کا
بگڑی بنتی ہے تقادیر سنور جاتے ہیں

روشنی پا کے بھی بُوجہل اندھیرے میں رہا
جسکی قسمت میں بھٹکنا ہے بھٹک جاتے ہیں

عقل تھک جائے گی بے سود ہے دعویٰ اس کے
عشق والے ہی تو منزل کے نشاں پاتے ہیں

مطمئن رکھا ہے صاحبؔ کو تیری نسبت نے
صدقہ ملتا ہے اسی در کا جئے جاتے ہیں

8-2-2000

نعت شریف

زمانہ ایسا کبھی انقلاب لا نہ سکا
حضور آپؐ کا کوئی جواب لا نہ سکا

رخِ حبیبؐ کے انوار ضوفشاں کی قسم
تجلی ایسی کوئی آفتاب لا نہ سکا

قرونِ اُولیٰ سے اب تک زبان دانوں میں
حضورِ پاک سا جامع خطاب لا نہ سکا

مقام آپؐ کا موسیٰ سے پوچھئے تو سہی
تجلی گاہ کی جب طور تاب لا نہ سکا

ہزار دعوے غلط حق کی بات ہی حق ہے
کلامِ پاک سی کوئی کتاب لا نہ سکا

میرے حساب میں گنجائش عمل ہی کہاں
کرم پہ ناز ہے صاحبؔ حساب لا نہ سکا

6-7-2000

نذرِ عقیدت

بضمن عرس مبارک حضرت سید شاہ لطیف لاأبالی رحمۃ اللہ علیہ کرنول

میرے سرکار کا حسن مجسم بے مثالی ہے
حقیقت بس حقیقت ہے وگرنہ سب خیالی ہے

شہِ بغداد کے انوار کی کرنوں سے تابندہ
"زمیں کرنول کی آماجگاہِ لاأبالی ہے"

فروغ دین حق، معمار الفت، دلبرِ عالم
"عمارت کہہ رہی ہے کس نے یہ بنیاد ڈالی ہے"

علی کی بات ہے، وقت عصر سورج پلٹ آیا
سحر بھی دیکھئے پابندیِ اذنِ بلالی ہے

مشرف فیضِ نسبت سے ہے کیسی بات عارفؔ کی
یہ مانا غالبؔ و اقبالؔ فن اور کوئی حالیؔ ہے

سلیقہ مانگنے کا ہو تو سب کی جھولی بھر جائے
بتاؤ تو میرے سرکار نے کب بات ٹالی ہے

عطاء نسبت کا صدقہ ہو تو اپنی بات بن جائے
درِ فیصان پہ صاحب قدیری بھی سوالی ہے

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ
۲۱ فروری ۲۰۰۲ء (جمعرات)

صاحب قدیری

رحمت

کسی کی ہوگی عنایت کسی کسی کیلئے
رسولِ پاکؐ کی رحمت تو ہے سبھی کیلئے

نہ مال و زر کی ضرورت نہ خسروی کیلئے
بس اک نظر تری کافی ہے زندگی کیلئے

بغیر عشقِ نبیؐ دین نہ مکمل ہے
فدا یہ جان ہے ایماں کی پختگی کیلئے

اٹھے نگاہ تو میخوار جی اُٹھے ساقی
بس ایک جرعہ عنایت ہو تشنگی کیلئے

جبینِ شوق کو حاصل شعور سجدہ ہے
"تصور آپؐ کا لازم ہے بندگی کیلئے"

درِ حضور سے شاہوں کو بھیک ملتی ہے
عطاء کے واسطے کیا دیر ہے سخی کیلئے

قبول آپ ہی کرلیں تو بات ہے صاحبؔ
میری مجال کہاں ہے سپردگی کیلئے

عروجِ سفر

عشاق تو عروج سفر دیکھتے رہے
اہل خرد حُدود و بشر دیکھتے رہے

ساری خدائی ہوگئی اُس سمت باخدا
میرے حضور آپ جدھر دیکھتے رہے

اُنکی نگاہ حاصل ایمان ہوگئی
رگ رگ میں ہم اُسی کا اثر دیکھتے رہے

لُطف وکرم تو آپ کے مخصوص تھے مگر
محفل میں احتیاطِ نظر دیکھتے رہے

صاحبؔ یقینِ منزل مقصود ہوگیا
رہبر غبارِ راہ گذر دیکھتے رہے

شعورِ نظر

جلوؤں کی تاب ہے نہ نظر میں شعور ہے
ایسا بھی درپہ آپ کے سائل حضور ہے

تخلیق کائنات کی روح رواں ہیں آپ
ہر زرہ وجود میں آقاء کا نور ہے

تھامہ ہے جب سے ہاتھ میں جامِ طہور کو
ساقی کی بس نگاہ کا کیف و سرور ہے

در در پہ جھک رہے ہیں زمانے کے سرتو کیا
سر ایک جا جھکا لیا اپنا شعور ہے

حالات حاضرہ کی روش پر ہے فیصلہ
اب وقت ہی بتائے گا کس کا قصور ہے

بُھولے ہوؤں کی یاد بَھلا کیسے آگئی
اِس وقت آپ آئے ہیں کچھ تو ضرور ہے

صاحبؔ انہیں کے فضل پہ موقوف ہے سفر
پاؤں میں آبلے بھی ہیں منزل بھی دُور ہے

13-1-2003

دیکھتے رہو

حسن جمال روئے نبیؐ دیکھتے رہو
کام آئے گی یہ دل کی لگی دیکھتے رہو

اب منتظر نگاہ کا مقصود آئے گا
ہوتی ہے صبح اُنکی گلی دیکھتے رہو

آؤ درِ قدیر پہ سر رکھ کے مانگ لو
مقبولیت کی بات چلی دیکھتے رہو

زندہ کرے جو قلب مسلماں کو ہر نفس
مردِ اخیر ہوگا وہی دیکھتے رہو

اک التفات ناز کسی کی حیات ہے
بہتر ہے بھول کر ہی سہی دیکھتے رہو

بنتی ہے خود مٹو تو وفاؤں کی یادگار
صاحب جہاں میں سبکی خوشی دیکھتے رہو

انسان کامل

واقف سرِ نہاں انسانِ کامل آپؐ ہیں
درحقیقت دیکھئے قرآن کا دل آپؐ ہیں

ہر نظر میں آپ کی جلوہ گری پوشیدہ ہے
نور بن کر آنکھ کی پتلی میں شامل آپؐ ہیں

آپ ہی کی ذات عنوان مشیت ہوگئی
شور مینا، کیفِ ساغر، رنگِ محفل آپؐ ہیں

دور حاضر کی مسیحائی تمہارے ہاتھ ہے
انقلاباتِ زمانہ کے مقابل آپؐ ہیں

تیر کھا کر بھی دعائیں دیتے ہیں شاہِ اُمم
دیکھئے کس طرح سے بخشش پہ مائل آپؐ ہیں

حق یہ ہے ہوگی زمانے کو ضرورت آپؐ کی
دور حاضر کے لئے مقصود منزل آپؐ کی

کلمہ بن کر جو میری سانسوں میں پھرتے ہیں صدا
کون یہ کہہ سکتا ہے صاحب سے غافل آپؐ ہیں

شانِ حیات

شانِ حیات منشائے معبود ہیں حضورؐ
اہلِ صفا کا کعبۂ مقصود ہیں حضورؐ

جنکے لئے نہیں ہے زماں و مکاں کی قید
کل بھی تھے اور آج بھی موجود ہیں حضورؐ

احمد کہیں محمدؐ عربی کہیں ہوئے
شانِ سراپا دیکھئے محمود ہیں حضورؐ

ہر ذرہ جنکے ہونے کا بیّن ثبوت ہے
کوئی بتائے کس جگہ محدود ہیں حضورؐ

آئینہ جمال کی معراج دیکھئے
قوسینِ دید شاہد و مشہور ہیں حضورؐ

خالقِ کا نور آپ ہیں کُل شئے ہے آپ سے
صاحبؔ ہر ایک دور میں مسعود ہیں حضورؐ

سجدہ

سرِ کربل شہادت دے رہا ہے با اثر سجدہ
حُسین ابن علی کا کس قدر ہے معتبر سجدہ

جبینِ بندگی ہے ساجد و مسجود کی حد میں
نظر کرتی ہے پائے ناز پر یہ جانگر سجدہ

ہزاروں سجدے لاحاصل خشوع جس میں نہ ہو شامل
نہ ہوا اخلاص تو کس کام کا اے بے خبر سجدہ

وہ جلوہ ایسا جلوہ تھا وہ منظر ایسا منظر تھا
کمالِ حُسن دیکھو کردیا آئینہ گر سجدہ

ملے جب حکم تو سر کو جھکانا ہی عبادت ہے
بہکتا ہی نہ تھا ابلیس بھی کرتا اگر سجدہ

ہزاروں میں اُسی سجدے کو ہوگا امتیاز حاصل
خیال غیر سے ہوجائے گا جب باخبر سجدہ

تمہاری یاد سے صاحبؔ کو فرصت ہی نہیں ملتی
اِدھر شامِ وفا سجدہ اُدھر وقتِ سحر سجدہ

۱۱ر جمادی الاول ۱۴۳۲ھ

صاحبؔ قدیری

نذرِ عقیدت بہ بارگاہ حضرت خواجہ خانونؒ

شاہ ولایت (گوالیار)

متاعِ صبر و رضا دین ہے ترے گھر کی
وقارِ سجدہ ہے، بازیٔ حسین کے سر کی

یہ رحمتوں کے دریچے ہیں امن کے مسکن
یہاں تو بات ہی ہوتی نہیں کبھی شر کی

بس ایک در کی گدائی میرے نصیب میں ہے
پتہ نہیں مجھے کیا میں سناؤں در در کی

رہِ یقین پہ چلتا ہے کاروانِ قدیر
ڈروں میں کیوں جو قیادت ہے اعلیٰ افسر کی

مزاج داں کیلئے کیمیائے زیست ہے یہ!
ملی ہے خاکِ شفاء بُو تُراب کے گھر کی

پکارا جاتا ہوں صاحبؔ قدیری کہلاکر
ملی ہے جب سے غلامی تمہارے دفتر کی

صاحبؔ قدیری

علیؓ کے گھر سے

وقارِ سجدہ ہے دیں کی عظمت علیؓ کے گھر سے علیؓ کے گھر سے
سرِ وفا کو ملی خلافت علیؓ کے گھر سے علیؓ کے گھر سے

حبیب جسکا حبیب ہوگا وہ مصطفےٰ کے قریب ہوگا
زہے مقدر ہے ہمکو قُربت علیؓ کے گھر سے علیؓ کے گھر سے

خرد جو وقفِ جنوں نہیں ہے اُسے کہیں بھی سکوں نہیں ہے
یقیں کی منزل پہ ہے شہادت علیؓ کے گھر سے علی کے گھر سے

وہی تو خیبر شکن رہا ہے جو پیدا کعبہ میں ہوگیا ہے
زمانے بھر کو ملی شجاعت علیؓ کے گھر سے علیؓ کے گھر سے

کرم جو خیرؔ و قدیرؔ کا ہے فقیر صاحبؔ بھی بادشاہ ہے
حُسین دینگے نبیؐ کی دولت علیؓ کے گھر سے علیؓ کے گھر سے

صاحبؔ قدیری

مُشکل کُشا علی رضی اللہ عنہ

علی کے روضے پہ حاضری ہے ہمارے حاجت روا علیؓ ہیں
ہمیں ہو کیوں فکرِ آزمایش کہ جبکہ مُشکل کُشا علی ہیں

وہ فاتحِ خیبر زمانی وہ واقفِ سرِ لاَ مکانی
خُدا کے گھر میں ہوئے جو پیدا بتاؤں میں کیا سے کیا علی ہیں

میں زندہ ہوں زندہ ہی رہونگا یہ قولِ حضرت علی ہے بیشک
کہ موت حیراں ہے جس پہ اب تک حیاتِ حق آشنا علی ہیں

وہ سجدہ جس کی قبولیت پر حضورِ اکرم نے دی بشارت
حُسینیت کی صدا یہ بولے مقدرِ کربلا علی ہیں

زمینِ کربل پکارتی ہے کہ اب بھی شیرِ خُدا کو صاحبؔ
مشیت یزدی بھی ہے مقامِ صبر و رضاء علی ہیں

صاحبؔ قدیری

منزل عشق

منزل عشق آساں نہیں ہمنشیں دل کُشادہ نظر معتبر چاہیئے
سامنے کربلا کا ہے منظر عیاں، سر کٹانے کو بھی گھر کا گھر چاہیئے

تیرے جلوؤں پہ پردہ نہیں ہے مگر بات تو اپنے مقدر کی ہے
طالبانِ یقین ہی کو منزل ملی دیکھنے جلوہ اہلِ نظر چاہیئے

کفر بڑھنے لگا ظلمتیں چھا گئیں اور موسم بھی دیکھو خزاں بار ہے
ہادیِ دیں ضرورت ہے اب آپ کی پھر زمانے کو خیر البشر چاہیئے

ایک لمحہ عبادت کا ممتاز ہے اہلِ دل کی ہر اک سانس معراج ہے
نسبتِ پیر سے پالے اس راز کو بے اثر زندگی ہے اثر چاہیئے

اک طرف موت ہے اک طرف زندگی اس کشاکش میں سانسوں کی رفتار ہے
وقت نازک ہے امداد فرمایئے اک نظر اے شہہ بحر و بَر چاہیئے

قادری بزم کی نعت خسروی دست مُرشد سے پائی نجات آخری
فیض کلمے کا نسبت قدیری ملی اب نہ زر نہ تو لعل و گہر چاہیئے

ہجر کی رات ہے چینیاں کیا کہوں آج صاحبؔ بھی خستہ جگر ہو چلے
جاں بلب ہے مریضِ وفا آبھی جا یار کی ہی خبر نامہ بر چاہیئے

طیبہ نگر

طیبہ نگر کے تم ہو سنوریا لاج رکھو مجھ پاپن کی
کب سے کھڑی ہوں دوار تمہارے آس لگائے درشن کی

آپ جو آؤ گھر میں ہمارے دیپ جلے ساون برسے
چرن دھرو سرکار ہمارے بگیہ مہک ہے آنگن کی

عرش پہ مولیٰ خود ہی بلائے ہردے اندر آپ سمائے
اپنا ہی مکھ سرکار نے دیکھا شان نرالی درپن کی

اپنے عمل اچھے ہی کہاں ہیں کردو فقط کرپا کی نجر
روز حشر پت راکھ لو سائیں لاج نبھاؤ دامن کی

ہند میں صاحبؔ تڑپت تڑپت شاہِ مدینہ پھرتا ہے
نظرِ کرم ایکبار ہو آقاء پیاس بجھاؤ و نینن کی

صاحبؔ قدیری

تعمیرِ وفا

کیا خوب عطا ہے ساقی کی جو جام ملا ہے کلمے کا
ہر سانس دعائیں دیتی ہے انعام ملا ہے کلمے کا

مومن کیلئے خوش بختی ہے من عرف کی دولت پالینا
آقائے مدینہ سے ہم کو پیغام ملا ہے کلمے کا

توحید و رسالت کا نغمہ گاتا ہے جو سازِ ہستی پر
کامل ہے جو کلمہ پڑھتا ہے یہ کام ملا ہے کلمے کا

نسبت ہی ہمیں پہونچائے گی دامانِ نبی تک محشر میں
اے شاہِ یمن کیا خوب ہمیں انعام ملا ہے کلمے کا

اعلیٰ ہے یہی افضل ہے یہی بالا ہے یہی برتر ہے یہی
ایمان کی گر، پوچھوں تو کہوں اسلام ملا ہے کلمے کا

ہر ذرہ شہادت دیتا ہے تعمیرِ وفا کی اے زاہد
فیضانِ قدیری سے ہم کو افہام ملا ہے کلمے کا

تاثیر ہے کلمہ کی دیکھو مصروف ہے مومن ہر لمحہ
انفاس کی ہر لئے کو صاحبؔ یہ کام ملا ہے کلمے کا

صاحبؔ قدیری

ضامنِ شفاعت

توحید و رسالت کی عجب شان ہے کلمہ
مومن کے لئے مرکزِ ایمان ہے کلمہ

تعمیر بشر کا ہے خلاصہ تو یہی ہے
ہو دید تو آپ اپنا ہی عرفان ہے کلمہ

جز کلمۂ طیب نہ مکیں ہے نہ مکاں ہے
افسانۂ تخلیق کا عنوان ہے کلمہ

اقرار زباں سے ہو تو تصدیق ہو دل سے
اے دوست دلِ زندہ کی پہچان ہے کلمہ

قائل کو جزا دے گا تو منکر کو سزا بھی
ہے وقت ابھی سب پہ مہربان ہے کلمہ

تصدیق ہو گر قلب دروں سے تو یہ حق ہے
ضامن ہے شفاعت کا نگہبان ہے کلمہ

یوں زندگی بن کر ہے ہر اک سانس میں صاحبؔ
بے شک یہ میرے یار کا احسان ہے کلمہ

صاحبؔ قدیری

شاہ جیلاں بڑے پیر ہیں

مرحبا سید الاولیاء شاہِ جیلاں بڑے پیر ہیں
اہلِ نسبت نہ گھبرایئے ہاں نگہباں بڑے پیر ہیں

جسکو اپنالیا آپ نے وہ حوادث سے محفوظ ہے
لا تخف جنکا قولِ کرم چشمِ نگراں بڑے پیر ہیں

دولت مَن عَرف پا گیا جو درِ غوث پہ آگیا
ذکر سانوں میں جاری ہوا بزمِ عرفاں بڑے پیر ہیں

عظمتیں آپ کی بے گماں لہلہاتے ہیں جن کے نشاں
جنکی ٹھوکر سے مُردوں میں جاں میرا ایماں بڑے پیر ہیں

میرے آقاء کرم آپکا ورنہ صاحبؔ کی ہستی ہی کیا
حاضری کا شرف مل گیا کتنے احساں بڑے پیر ہیں

صاحبؔ قدیری

غوث اعظم دستگیرؒ

آئے ہیں در پہ غریباں غوث اعظم دستگیر
دید کا لے کر کہ ارماں غوث اعظم دستگیر

آپ کا ہمسر نہ ثانی ہے نہ کوئی مثل ہے
ہے ولایت جس پہ نازاں غوث اعظم دستگیر

لاج رکھ لیجئے کہ نسبت ساتھ ہے بس آپ کی
آپ کے ہیں زیر داماں غوث اعظم دستگیر

صدقہ حسنینؓ مل جائے درِ فیضان سے
آپ ہیں خاصانِ رحمں غوث اعظم دستگیر

دامن لُطف قدری سے ملے پیروں کے پیر
آپ کے ہم پہ ہیں احساں غوث اعظم دستگیر

میرے آقا ہاں رہے شاداب گلزارِ قدریہ
آپ ہیں بیشک نگہباں غوثِ اعظم دستگیر

حال صاحبؔ سب پہ ظاہر ہے کرم کی بات ہے
بے سرو ساماں کے ساماں غوثِ اعظم دستگیر

سفر بغداد شریف

کیا کیا مقام اہل نظر غوثؓ پاک ہیں
اللہ بھی اُدھر ہے جدھر غوث پاک ہیں

حُسنی حُسینی فیض کا منبع ہے جس کی ذات
دریائے معرفت کے گہر غوث پاک ہیں

تاریکیوں کا ذکر ہی کیا اس مقام پہ
جبکہ امینِ صبح اثر غوث پاک ہیں

میرے عمل پہ انکی عطاء کو ہے فوقیت
وابستگانِ غوث نہ ڈر غوث پاک ہیں

بابِ فیوض کھلتا ہے صاحبؔ یہ ہے کرم
دہلیز پہ ہمارے یہ سر غوث پاک ہیں

صاحبؔ قدریؔ

1995ء

بہ ضمن جشن ولادت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

لا تحف کا ہے بھرم محبوب کے فرمان سے
المدد یا غوث الاعظم بولئے گا شان سے

کیا نہیں ملتا میرے آقاء کا فیض عام ہے
"ربط محکم چاہئے بغداد کے سلطان سے"

دیدہ بینا نے دیکھی ہے، حقیقت آپکی
ہر جگہ تصدیق ہوگی صاحب ایمان سے

ہے عقیدہ صاف تو محفل میں کیوں آتے نہیں
کچھ تکلف ہو رہا ہے آپ کے رُجحان سے

انکی مرضی ہی تو سب کچھ ہے ہمارے واسطے
آرزو ہمکو نفع کی اور نہ غم نقصان سے

کب تلک ہوگا حساب زندگی بخشش بھی ہو
یوں تو ہوتی ہے خطاء مشہور ہے انسان سے

سرخمیدہ درپہ ہے صاحب قدیری اے شہا
تحفۂ عجز و وفا لایا ہے ہندوستان سے

صاحب قدیری

۲۸ر شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ
6-12-1999

جشن ولادت غوث الاعظمؓ

خانقاہ موسویہ

ایک آقاء میرے تقدیر بنانے والے
سینکڑوں درپہ ہیں روداد سُنانے والے

فضل اللہ کا قاسم ہیں گھرانے والے
غوث اعظم ہیں زمانے کو کھلانے والے

دیکھو ڈرتے نہیں شہزادۂ غوث الاعظم
ہم نے دیکھے ہیں بہت آنکھ دِکھانے والے

پیروی شرط ہے رنگ اور بھی گہرا ہوگا
یاد اتنا رہے جھنڈوں کو چڑھانے والے

کیوں ڈراتے ہو نکیریں بھروسہ کرلو
"غوث اعظم ہیں غلاموں کو بچانے والے"

جو بھی آیا ترے دامن میں وہ محفوظ رہا
چھوڑ دو جانے دو جو جاتے ہیں جانے والے

پیکرِ حُسن کی تکمیل نہیں شیشہ گری
خود ہی ششدر ہوئے آئینہ بنانے والے

کون پوچھتا سب اُنکا کرم ہے صاحب
میرے سرکار ہیں پہچان کرانے والے

صاحب قدیری

۲۸ر شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
4-11-2000

مشاعرہ

جشن ولادت غوث اعظم دستگیرؒ

بہ اہتمام شہزادۂ غوث الاعظم خطیب جلسات حضرت سید شاہ کاظم پاشاہ قادری الموسوی مدظلہ (خانقاہ موسویہ)

غم نہیں گرچہ زمانہ ہے طرفداروں کا
نسبتِ غوث سہارا ہے گنہگاروں کا

در سے نسبت بھی ہے اور گھر سے شناسائی بھی
حصّہ محفوظ ہے ہر طرح سے حقداروں کا

فیض بردار ہیں شہزادۂ غوث الاعظم
ہاں سخی ہاتھ ہے ہر دور میں سرکاروں کا

ہاں سبع قادری دیتے ہیں سہارا سبکو
سلسلہ کب سے چلا آتا ہے غمخواروں کا

سانچ کو آنچ نہیں بات کھری، اچھی ہے
بلبلہ پانی پر ہوتا ہے چمتکاروں کا

نعرۂ غوث کی کیا گونج ہے اللہ اللہ
"ہے یہ مجمع شہہِ جیلاں کے پرستاروں کا"

صاحبؔ خستہ پہ لِلّٰہ کرم کی ہو نظر
غوث اعظم کے سوا کون ہے لاچاروں کا

"مشاعرہ"

بہ ضمن جشن ولادت حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانیؓ

بہ اہتمام شہزادہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ کاظم پاشاہ قادری الموسوی مدظلہ (خانقاہ موسویہ)

کس کی سمجھ میں آسکے رتبا حضورؐ کا
خُود خالقِ ظہور ہے شیدا حضورؐ کا

تفہیم آپؐ ہی سے ہے تفسیر آپؐ سے
ہے بولتا قرآن سراپا حضورؐ کا

اُمت کے بخشوانے کو دیکھو بروز حشر
کام آیگا یقینی وہ سجدہ حضورؐ کا

غوث زماں نے دیکھئے مردے جلادیے
"مجبور کب ہے چاہنے والا حضورؐ کا"

صاحبؔ ملی ہے کلمۂ طیب سے روشنی
ہاں قبر میں رہے گا اُجالا حضورؐ کا

مشاعرہ خانقاہ موسویہ

۲۸ رشعبان ۱۴۲۵ھ

زور کتنا ہے بتاؤ وقت کی رفتار کا
ہے سلامت ذرہ ذرہ غوث کا دربار کا

دیرپا رہتا نہیں غلبہ کبھی گفتار کا
مستقل قائم اثر ہے خوبی کردار کا

نُور کی تابانیاں کس شان سے پہونچی یہاں
دیکھئے غوث الوریٰ ہیں سلسلہ انوار کا

گلستان کاظمی میں ہے بہار آئی ہوئی
خانقاہ موسوی میں جشن ہے سرکار کا

بخششیں لُطف و کرم شان سخاوت غوث کا
دین بھی کیا دین ہے دینا بھی کس معیار کا

در کے جو ہیں در تلک ہیں گھر کے جو ہیں گھر میں ہیں
بلیقیں محفوظ حصہ ہے یہاں حقدار کا

اپنے بس میں ہے کہاں نظارہ حُسن جمال
آپ ہی بخششیں تو ہوگا حوصلہ دیدار کا

کیا حُسینی شان ہے دیکھو ذرا بغداد میں
صابروں کا ہے گھرانہ حیدر کرار کا

منزل مقصود ہے صاحبؔ قدیری سامنے
ہے کرم ہم پہ یقیناً قافلہ سالار کا

نذر عقیدت بہ موقع ولادت شاہ جیلانؓ

مشاعرہ ''خانقاہ موسویہ'' باہتمام شہزادہ غوث الاعظم
حضرت سید شاہ کاظم پاشاہ قادری الموسوی مدظلہ

ہمیں تو راس آئی آپ کے در کی جبیں سائی
ہوا جو غوث پہ قرباں اک عالم اُسکا شیدائی

نتیجہ خیز تو ہوتی نہیں ہے نازِ دانائی
خوشا تقدیر کہ دیوانگی ہی اپنے کام آئی

اِدھر ہیں اہلِ گلشن اور اُدھر رہتے ہیں صحرائی
کسی کی آنکھ روشن ہے کسی کے دل میں بینائی

مُریدی لاتخف کی جب صدائیں کان میں آئی
تو دنیا دوڑتی بغداد کے جھنڈے تلے آئی

مراتب کیا بتاؤں خود کہا ہے شاہ جیلاں نے
ہتیلی میں ہے دنیا غوث کے اک دانۂ رائی

اِدھر آ ڈھونڈنے والے زمانہ تجھکو ڈھونڈیگا
''گدائی غوث کے در کی حقیقت میں ہے دارائی''

کرم ہے آپ نے بلوالیا صاحبؔ قدیری کو
درِ محبوب کو دیکھو تمنا ڈھونڈتی آئی

صاحبؔ قدیری

۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۲۴ھ 25-10-2003

"غوث اعظمؒ کے جھنڈے تلے"

اہلِ نسبت یہ کہتے چلے غوث اعظمؒ کے جھنڈے تلے
سائباں رحمتوں کے ملے غوث اعظمؒ کے جھنڈے تلے

جو عقیدت سے گردن جھکی سب کی حاجت روائی ہوئی
ہاں مُرادوں کے دیپک جلے غوث اعظمؒ کے جھنڈے تلے

شاہِ بغداد کا ہے کرم دُور ہوتے ہیں سب رنج و غم
ان کے صدقے بلائیں ٹلے غوث اعظمؒ کے جھنڈے تلے

سب پہ ہے اختیار آپ کا سب ہیں زیرِ اثر آپ کے
سینکڑوں حل ہوئے مرحلے غوث اعظمؒ کے جھنڈے تلے

ان کی نظرِ عطاء جب اٹھی اس طرح فیصلہ کر گئی
چور، ابدال بن کر چلے، غوث اعظمؒ کے جھنڈے تلے

سب کی زنبیل بھرتے ہیں وہ ایک صاحبؔ اکیلا نہیں
دستِ فیضاں سے کتنے پلے غوث اعظم کے جھنڈے تلے

غریب نوازؒ

نگاہِ ناز کا صدقہ میرے خواجہ عطاء کر دے
غریبوں کے مقدر کو بنا اور فیصلہ کر دے

عطاء صدقہ تیرے در کا کرم ورثہ تیرے گھر کا
اٹھا دستِ کرم محتاج بیٹھے ہیں بھلا کر دے

درِ فیضان پر تانتا بندھا ہے تیرے منگتوں کا
نظر سے کاسۂ اُمید بھر حاجت روا کر دے

برائے ضبط کوئی اس طرح خاموش ہے ورنہ
سرِ دہلیز دیوانہ تیرا محشر بپا کر دے

تصدقِ خواجۂ عثمانؒ کا دے صاحبؔ قدیری کو
زہے نسبت میرے آقاء کے قدموں میں جگہ کر دے

صاحبؔ قدیری

بارگاہِ غریب نواز

کرم ہے آپ نے اپنا بنالیا مجھکو
"سخی کے دست مبارک نے کچھ دیا مجھکو"

دوئی کا شائبہ آیا نہیں کبھی دل میں
ملا ہے آپ کا جس دن سے نقشِ پا مجھکو

نہ تخت و تاج کی حاجت نہ سیم و زر کی ہوس
سکوں نصیب ہے واللہ بوریا مجھکو

ہمیں سہارا ہے، بس آپ کا غریب نواز
زمانہ لاکھ مخالف ہوا تو کیا مجھکو

جنوں کی پیروی کرتا چلا قدم بہ قدم
سوائے اِس کے نہیں کوئی راستہ مجھکو

انہیں پہ مرکے جیوں جی کے مرمٹوں ہر دم
ملا ہے دیکھئے کیا خوب مشغلہ مجھکو

خدا کا شکر ہے صاحبؔ قدیری کو صدقہ
تمہارے نام سے ملتا ہے ہر جگہ مجھکو

صاحب قدیری

4-10-2000

آقا ہمارا خواجہؒ

کتنے دروں کا حاصل ہے در تمہارا خواجہ
سب کی زبان پر ہے آقا ہمارا خواجہ

گم کردہ راہ منزل ساحل کی فکر میں ہے
منجدھار میں ہے کشتی دید و سہارا خواجہ

جنت نشاں ہے روضہ جلووں کا پوچھنا کیا
اجمیر کا نظارہ ہے پیارا پیارا خواجہ

بندہ نوازیاں ہیں دست کرم میں جن کے
جائیں کہاں بھکاری کہیے خدارا خواجہ

نسبت کے آئینے میں کیا خوب رنگتیں ہیں
یاں بھی ہمارا خواجہ واں بھی ہمارا خواجہ

در پر تمہارے آکر شاہوں نے سر جھکایا
بے مثل بانٹتے ہیں سب کو اُتارا خواجہ

تنہا نہیں ہے صاحبؔ نسبت قدیر کی ہے
آئے مدد کو اپنی جب بھی پکارا خواجہ

صاحب قدیری

میرے خواجہ

غلام آپکے در پہ آئے ہوئے ہیں غریبوں کا رکھیئے بھرم میرے خواجہ
عطاء کیجئے اپنی چوکھٹ کا صدقہ کرم میرے خواجہ کرم میرے خواجہ

عقیدت کے سجدے ادا ہو رہے ہیں تیرے در پہ شاہ و گدا مانگتے ہیں
ہے فیض آفریں سارے ہندوستاں پر تمہارے ہی نقشِ قدم میرے خواجہ

وسیلے سے خواجہ پیا جو ملے ہیں ملے غوث خیر الوریٰ بھی ملے ہیں
یہی اتباع ہے یہی مقصد کل میں کیا جانوں دین و دھرم میرے خواجہ

بنے جو نظامی ہوئے جو نصیری وہ کرتے ہیں بندوں کی بندہ نوازی
شہنشاہیت تیرے در کی بھکاری ہے کیا چیز جاہ و حشم میرے خواجہ

کرم آپکا حاصلِ زندگی ہے مقدر سنورتے ہیں اس آستاں پر
غلاموں میں صاحب قدیری ہے در پر ہے سر کو کئے اپنے خم میرے خواجہ

صاحب قدیری

ضرورت ہے

کرم فرمایئے چشم عنایت کی ضرورت ہے
میرے خواجہ زمانے کو بصیرت کی ضرورت ہے

سفر منزل نشاں ہے صبح کا ہونا یقینی ہے
شبستانِ وفا کو امن و راحت کی ضرورت ہے

یہ سچ ہے انقلابات زمانہ حق بجانب ہیں
امام آخری کی ہی قیادت کی ضرورت ہے

معین الدین حسن کا واسطہ یا سرورِ عالمؐ
شہہ بغداد کے دارلحکومت کی ضرورت ہے

درِ خواجہ پہ صاحب جھولیاں بھرتی ہیں منگتوں کی
سخی کے در پہ آئے ہیں سخاوت کی ضرورت ہے

صاحب قدیری

۲/رجب ۱۴۱۱ھ 1991ء

خواجہ میرے خواجہ

تسکین دل و جان ہیں خواجہ میرے خواجہ
ذیشان ہیں ذیشان ہیں خواجہ میرے خواجہ

دیکھا جو انہیں دیکھ لیا صورتِ حق کو
آئینۂ عرفان ہیں خواجہ میرے خواجہ

گر آپ نہ چاہیں تو خدا بھی نہیں چاہے
اپنا یہی ایقان ہے خواجہ میرے خواجہ

بعد از شہہِ کونین غریباں وفا کے
واللہ نگہبان ہیں خواجہ میرے خواجہ

شاہی بھی یہاں بر سرِ تسلیم رہی ہے
سلطانوں کے سلطان ہیں خواجہ میرے خواجہ

بے مانگے عطا کرتے ہیں سرکار بڑی بات ہے
کتنے بڑے احسان ہیں خواجہ میرے خواجہ

بندے پہ ہوئی بندہ نوازی یہ کرم ہے
صاحب درِ فیضان ہیں خواجہ میرے خواجہ

صاحبؔ قدیری

بہارِ خواجہ

عطا ہو صدقہ درِ کرم سے ہے عرس کی اب بہار خواجہ
بصد عقیدت پکارتے ہیں ہزارہا بار بار خواجہ

سخی گھرانا عطا ہے عالی نظر سے بھرتے ہیں جھولی خالی
اُمید پوری ہو ہنستے جائیں جو آئے ہیں اشکبار خواجہ

غلام در کے ہیں شاہ جسکے یقینِ نسبت پکارتی ہے
کرم ہے شایانِ شان اُنکا ہمارا ہے شاندار خواجہ

نبیؐ کی دولت علیؓ نے پائی ہے سر بہ سر دیکھئے رسائی
یہ فیض نسبت ہے آج قائم نظامِ لیل و نہار خواجہ

جو آپ چاہیں تو بگڑی پل میں بنادیں صاحبؔ کی یہ یقیں ہے
کھڑا ہوا ہے غلام در پہ ہے آپکا اختیار خواجہ

صاحبؔ قدیری

زمانہ فیض پاتا ہے

زمانہ فیض پاتا ہے معین الدین چشتیؒ سے
مُقدر کو جگاتا ہے معین الدین چشتیؒ سے

درِ اقدس پہ سر رکھ کر وہ سب کچھ پا ہی لیتا ہے
جو حالِ دل سُناتا ہے معین الدین چشتیؒ سے

ہر ایک دیوانہ خواجہ کا یونہی آتا نہیں در پر
اجازت لے کے آتا ہے معین الدین چشتیؒ سے

فرید الدین نظام الدین نصیر الدین صدر الدین
اک عالم جگمگاتا ہے معین الدین چشتیؒ سے

درِ فیضان سے خالی نہیں جاتا کوئی سائل
مرادیں پا کے جاتا ہے معین الدین چشتی سے

غلامِ خیر ہے صاحبؔ قدیری اپنے خواجہ کا
غلام ان کا کہاتا ہے معین الدین چشتی سے

غریب نوازؒ

بھر دو جھولی یہاں غریب نواز
ورنہ جائیں کہاں غریب نواز

معدنِ فیض درد کا درماں
آپ کا آستاں غریب نواز

ہم غریبوں کی لاج رکھ لیجے
ہیں بہت امتحاں غریب نواز

جن کے حامی ہیں رحمتِ عالم
فخرِ ہندوستاں غریب نواز

آپ کا وصف کیا کرے گی بھلا
میری عاجز زباں غریب نواز

اک نظر ہو تو بات بن جائے
ساتھ ہے کارواں غریب نواز

وصفِ حضرت کہاں کہاں صاحبؔ
میں زمیں آسماں غریب نواز

صاحبؔ قدیری

خواجہ خواجہ پُکارے چلو

اپنی قسمت سنوارے چلو
خواجہٴ خواجہٴ پکارے چلو

سارے عالم میں اے چشتیو
نعرہ خواجہ کا مارے چلو

سونچ کر اور سمجھ کر یہاں
وقت کے تیز دھارے چلو

چشت و سنجر گل و برگ کے
ہیں حُسینی نظارے چلو

نسبتِ خیرؔ صاحبؔ لئے
ہیں قدیری اشارے چلو

صاحبؔ قدیری

شمعِ اُلفت

ہماری قسمت کو بھی جگادے حسین جلوے دکھانے والے
ہمیں بھی تابِ نظر عطا کر نقاب رُخ سے اٹھانے والے

میں جام کب سے لئے کھڑا ہوں اُمیدوار کرم ہوں ساقی
عطاء ہو میخانے کا تصدق نظر سے ساغر پلانے والے

عجیب لو کی کشش رہی ہے کہ موت خود زندگی بنی ہے
میں مثل پروانہ جل رہا ہوں اے شمع اُلف جلانے والے

میں ایک کا جب سے ہوگیا ہوں وہی تو مجھکو نبھا رہے ہیں
میں اپنی منزل پر کامراں ہوں ہزاروں ہیں آزمانے والے

شعور سجدہ ملا ہے جس سے انہیں بھلا کیسے دیگا صاحبؔ
وہ مرمبدم یاد آرہے ہیں وفا کی محفل سجانے والے

صاحبؔ قدیری

محبوب الٰہی

۱۹۸۶ء بموقع عرس شریف ''عرس محل'' بارگاہ محبوب الٰہی دہلی کے طرحی مشاعرہ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا۔

ہر جا ہے یہی چرچہ محبوب الٰہی کا
بٹتا ہے یہاں صدقہ محبوب الٰہی کا

ثابت ہے قدم اس کے جو پاگیا نسبت کو
بہکا ہے نہ بہکے گا محبوب الٰہی کا

عارف کی نظر جانے کیا دنیا اسے سمجھے
دیوانہ ہوا کیسا محبوب الٰہی کا

فیضان کے ساغر سے ہر رند کو ملتی ہے
''مشرب ہے محبت کا محبوب الٰہی کا''

شاہوں نے جھکایا سر افلاک پہ شہرت ہے
کیا جانے کوئی رُتبہ محبوب الٰہی کا

تصویر مُصور کی معراج وفا ٹھہری
کیا خوب بنا نقشہ محبوب الٰہی کا

پروردہ نسبت ہے صاحبؔ یہ بتادیجے
پوچھے جو کوئی کس کا محبوب الٰہی کا

بہ بارگاہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ دہلی

''زہے انداز محبوبی کہ محبوب الٰہی ہو''

تمہاری بارگاہِ ناز میں کیا لب کشائی ہو
''زہے انداز محبوبی کہ محبوب الٰہی ہو''

عطاء کس درجہ اعلیٰ ہے کرم کس درجہ بالا ہے
عروج اُس کا ہے جس کی آپ نے بگڑی بنائی ہو

مراتب آپ کے میں کیا کہوں تاریخ شاہدہ ہے
کہ جس کی بارگاہ میں سرخمیدہ بادشاہی ہو

خزاں کا خوف ہوتا ہی نہیں اس جا ذرا دیکھو
جہاں آقاء نظام الدین نے بستی بسائی ہو

اُچٹتی سی نظر وہ ڈال دیں تو بات بن جائے
اِسی اُمید پہ جیتا ہوں کہ در تک سائی ہو

کہاں صاحبؔ قدیری اور کہاں دربار شاہانہ
میری عاجز زباں سے کس طرح مدح سرائی ہو

صاحبؔ قدیری

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
10-7-2001

راہِ تصوف

تصوف نام ہے احسان کا اخلاص و حکمت کا
تصوف دیکھئے پاکیزہ ورثہ ہے قدامت کا
زمانے میں حسن بصری کے صوفی نام رائج تھا
ابوہاشم ہیں صوفی باصفاء اسلامی عظمت کا
ہو صوفی باعمل تو خانقاہیں اب بھی روشن ہیں
تقاضہ ہے شریعت کا طریقت کا حقیقت کا
فقہ کو چھوڑ کر راہ تصوف بے معانی ہے
محقق دونوں راہوں کا امیں خلوت کا جلوت کا
حضور پاکؐ سے تا انبیاء تا حضرت آدم
یقیں اصحاب سے اب تک ہے جاری فیض صحبت کا
مذاہب ملتیں ادوار ماضی اور مستقبل
سبھی سیراب ہوتے ہیں یہ ہے دریا سخاوت کا
ادب تہذیب صُوفی کی علامت پیش کرتا ہے
اسی میں یکتا قوموں کی، ہے یہ درس وحدت کا
بلا تفریق سب کو مل رہا ہے بادۂ اُلفت
چلے آؤ کھلا ہے خانقاہ شاہِ ولایت کا
زہے تقدیر کہ ہر حال میں بندہ نوازی ہے
غلامِ خیرؔ ہے صاحب شرف پایا خلافت کا

خواجہ خانونؒ

منقبت درشان شاہ ولایتؒ (گوالیار) مدھیہ پردیش

در پہ آقاء کے ہیں ایماں کی دولت مل گئی
سچ تو یہ ہے زندگی ان کی بدولت مل گئی

جو جھکا سر آپ کے در پر ہوا وہ سرفراز
سربلندی مل گئی اُس سر کو عظمت مل گئی

مطمئن ہر سانس ہے آرام جاں ہے ہر گھڑی
"جب سے دل کو خدمت شاہ ولایت مل گئی"

زاہدہ اعمال پہ کیا منحصر ہیں فیصلے
یار کے قدموں ہی میں عاشق کو جنت مل گئی

روشنی ہی روشنی ہر سمت آتی ہے نظر
یوں کرم ہوتا گیا چشمِ بصیرت مل گئی

بھر دیا کاسہ طلب کا میں تو نگر ہوگیا
خواجۂ خانون کے در سے یہ برکت مل گئی

کیا تسلی دے سکیں گے آج کے بارود گر
امن کے پیغامؔ سے کتنوں کو راحت مل گئی

سنت و صُوفی کا ملن بتلائیں گے گنگ و جمن
صُوفیہ کے فیض سے تہذیبِ بھارت مل گئی

کیا بتاؤں کیا ملا کیسے ملا کس جا ملا
آپ کا جب سے ہوا صاحبؔ کو عزت مل گئی

فیض جاری ہے بدستور یہ میخانے کا
ہاں پتہ ڈھونڈ لیا ہے ترے کاشانے کا

یہ جبیں وقف ہے نقشِ کفِ ساقی کیلئے
کتنا باہوش عمل ہے ترے دیوانے کا

آپ کی دید ہے تسکین کا باعث آقاء
منتظر ایک زمانہ ہے ترے آنے کا

وقت کے ساتھ بدل جاتے ہیں موسم کتنے
بجلیوں کا بھی ارادہ ہے ستم ڈھانے کا

آپ کے ہاتھ میں ساغر ہے عطاء کا صاحبؔ
فخرہ جائے تہی میرے بھی پیمانے کا

صاحبؔ قدیری

۲ رجب ۱۴۱۱ھ
1991ء

یا بندہ نوازؒ

(بموقعہ عرس ۵۹۳ سیمینار میں نذرِ عقیدت گذرانی گئی)

کاسۂ اُمید بھر دیجئے ذرا بندہ نوازؒ
جانتے ہیں آپ ہی وقتِ عطاء بندہ نوازؒ

ناز کرتے ہیں عطاء پر آج بھی شاہانِ وقت
سب کو ملتا ہے تصدق آپ کا بندہ نوازؒ

دورِ حاضر میں تصوف کے حقائق کا امیں
خسروئے ذیشان ہے گھر آپ کا بندہ نوازؒ

برگ وگل شاخ وشجر سب مدح خواں ہیں آپ کے
دے رہے ہیں آپ کے در کا پتہ بندہ نوازؒ

تیرا سائل تیرے در پر خیر کی نسبت لئے
دیکھئے صاحبؔ بھی ہے کب سے کھڑا بندہ نوازؒ

صاحبؔ قدیری

خواجہ بندہ نوازؒ

ہادی برملا مرکزِ سلسلہ خواجہ بندہ نواز آپ ہیں آپ ہیں
عظمتیں آپ کی کون جانے بھلا ہے یقیں شاہباز آپ ہیں آپ ہیں

مخزنِ علم و عرفاں ہے در آپکا جس کو فیضِ نصیری سے حصہ ملا
فیض جاری ہے عالم میں سرکار کا شرفِ گیسودراز آپ ہیں آپ ہیں

بندہ گر بندہ پرور ہیں بندہ نواز سلسلہ جس کی نسبت کا تاریخ ساز
راز داں آپ اسماء الاسرار کے اور آگاہِ راز آپ ہیں آپ ہیں

خواجۂ خواجگاں وارثِ چشتیاں جن کے دامن میں ہے دو جہاں کی اماں
مقصدِ زندگی ہے کرم آپ کا کیونکہ بندہ نواز آپ ہیں آپ ہیں

آپ کا جو ہوا اس کا ربّ ہوگیا سلسلہ خیرؔ و خواجہ تاخیر الوراؔ
کتنا پیارا مقدر کا ہے فیصلہ سب ہیں راز و نیاز آپ ہیں آپ ہیں

آپ حاجت روا آپ مشکل کشا آپ کو واسطہ پیارے حسنینؑ کا
آپکے ہوتے صاحب پکارے کسے کیجئے سرفراز آپ ہیں آپ ہیں

صاحبؔ قدیری

نذرِ عقیدت

بہ بارگاہ سیدی مرشدی آقائی
حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیرؔ بندہ نوازی گلبرگہ شریف

اک بہار بے خزاں دربار ہیں شاہِ حُسین
غم کے ماروں کے لئے غمخوار ہیں شاہِ حُسین

حق پہ جو قائم رہا اس کو برابر حق ملا
اور باطل کے لئے تلوار ہیں شاہِ حُسین

پھول بھی اپنے مقدر پہ ہے نازاں دیکھئے
آپ کی تربت نہیں گلزار ہے شاہِ حُسین

یہ کسی زندہ کو پا جانے کی ہے زندہ مثال
قبر میں بھی دیکھئے ہوشیار ہیں شاہِ حُسین

آپ کی بندہ نوازی کا بھلا کیا وصف ہو
واقعی سرکار ہیں سرکار ہیں شاہِ حُسین

آج پروانے قدیری شمع کے ہیں جانثار
یہ وفاؤں کے علمبردار ہیں شاہِ حُسین

بارشِ رحمت برستی ہے وہاں صاحبؔ چلو
کیونکہ میرے پیر کے دلداو ہیں شاہِ حُسین

جشن اعتراف خدمات

استقبالیہ اشعار بمسرت آمد تقدس مآب حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب قبلہ سجادہ نشین

گلبرگہ شریف 27/ اکتوبر 2002ء اتوار

کس کی آمد ہے گل و برگ ہیں شاداں دیکھو
جانِ گلشن ہیں بہاروں کے نگہباں دیکھو

سب پہ یکساں ہے کرم بندہ نوازی سب پر
میرے آقا ہیں یہی خواجۂ ذی شاں دیکھو

حضرتِ خیر کی بافیض دعاؤں کا ثمر
دور ہوتا ہے انہیں دیکھ کے طوفاں دیکھو

میرے خواجہ کی دلوں پر ہے حکومت اب بھی
در پہ آتے ہیں کئی وقت کے سلطان دیکھو

صاحبؔ فکر و نظر رونق محفل ہوکر
زینت بزم ہوئے فخرِ گلستاں دیکھو

صاحبؔ قدیری

تہنیت بموقعہ دستار بندی نبیرہ سجادہ نشین حضرت سید علی حُسینی دام اقبالہٗ

روضہ بزرگ گلبرگہ شریف

صورت بھی وہی آپ کی سیرت بھی وہی ہے
دیکھو ذرا کس شان کے اولادِ علی ہے

چشتی ہیں نظامی ہیں نصیری ہیں حُسینی
کب سے میرے سرکار کی یہ بزم سجی ہے

محفوظ امانت ہے علی ابن علی کی
سیرت تیری قرآن کے سانچے میں ڈھلی ہے

سائل ہیں تیرے در کے شہنشاہِ زمانہ
ہاں بندہ نواز آپ کا دربار سخی ہے

قربت بھی ہے فیضان بھی نسبت بھی کرم بھی
جانا ہو مدینے کو تو خواجہ کی گلی ہے

ادنا سا غلام آپ کا خوش بخت ہے صاحبؔ
نسبت جو ہمیں خیر کے دامن سے ملی ہے

صاحبؔ قدیری

در شانِ خلیفۃ الرحمٰنؒ فیروز آباد۔ گلبرگہ شریف

بقائے عنصری کی بولتی تصویر ہے گنبد
یقیناً اہلِ باطن کے لئے دلگیر ہے گنبد

سلامت ہے یہاں پوشیدہ دولت اہلِ ایماں کی
فقط آخر زماں کے واسطے تعمیر ہے گنبد

مقامِ عبد و ربّ کا وصل ہے سرِ محمدؐ میں
دلِ حق آشنا کی سر بہ سر زنجیر ہے گنبد

تیری جلوہ نمائی ہوگی اِس دربار سے آقا
قدیرؔ اللہ کے ایمان کی تصویر ہے گنبد

یہی تو ہے مسیحائے زمانہ دیکھ اے زاہد
علاج درد منداں کیلئے تاثیر ہے گنبد

تصدق کیوں نہ جائیں آپکی متوالی آنکھوں کے
بجا صاحب نظر کے واسطے تقدیر ہے گنبد

صاحب قدیری

کاروانِ زندگی

آپ کے دم سے ہے قائم کاروانِ زندگی
آپ کی نظر کرم ہی تو ہے جانِ زندگی

میری حاجت پوری ہوتی ہے میرے سرکار سے
میرے آقاء میرے محسن نگہبانِ زندگی

زندگی زیرِ لحد اپنی حقیقت کے ہے ساتھ
اور زیرِ آسماں گویا گمانِ زندگی

ایک جرعہ میرے ساقی تیری نظروں سے ملے
بادہ و مینا کہاں ہیں مہربانِ زندگی

کیا گنا سکتا ہے صاحب آپ کے احسان کو
آپ کے صدقے میں ہے دراصل شانِ زندگی

صاحب قدیری

بر مدح شیخ المشائخ حضرت شیخ سراج الدین جنیدیؒ (گلبرگہ شریف)

شیخِ دکن

رہنمائے انس و جاں شیخِ دکن
ہادیِ فیضِ رساں شیخِ دکن

پارہے ہیں سب تصدق آپ کا
واقعی پیرِ مغاں شیخِ دکن

سب جُنید با صفا کا فیض ہے
بن گئے روحِ رواں شیخِ دکن

مدح خواں ہیں سبھی سب بندہ نواز
برگ و گل اور گلستاں شیخِ دکن

راحتِ قلب و نظر آرامِ جاں
آپ کا ہے آستاں شیخِ دکن

التجا صاحبؔ کی ہے بہرِ خدا
ہو قبول اب عرضیاں شیخِ دکن

صاحبؔ قدیری

حضرت اشرف جہاں ماں صاحبہ
(کری شریف)

ہو کرم کی اک نظر اشرف جہاں ماں صاحبہ
لوٹ کر جائیں کدھر اشرف جہاں ماں صاحبہ

فاطمہ زہرہ کا صدقہ دیجئے بہرِ خدا
سلسلہ ہے سر بہ سر اشرف جہاں ماں صاحبہ

ہم غلامانِ قدیری حاضرِ دربار ہیں
ہو دعاؤں میں اثر اشرف جہاں ماں صاحبہ

نسبتِ یمنی ملی سنگِ درِ فیضان سے
ورنہ تھی کس کو خبر اشرف جہاں ماں صاحبہ

بندۂ مقبول بن کے جاتے ہیں بندہ نواز
بانٹتے ہیں وہ گوہر اشرف جہاں ماں صاحبہ

کاسۂ امید بھر دیجئے کہ طالب آئے ہیں
خستہ دل خستہ جگر اشرف جہاں ماں صاحبہ

لاج رکھ لیجئے کہ صاحبؔ بھی سگِ درگاہ ہے
رکھ دیا قدموں پہ سر اشرف جہاں ماں صاحبہ

طالبانِ دید

طالبانِ دید کے آگے کوئی پردہ نہیں
حُسن پردوں میں ہے لیکن عشق سے چھپتا نہیں

کلمۂ طیب کا نکتہ پا نگاہِ یار سے
ہے یہ تحریرِ ازل جس میں کوئی نقطہ نہیں

ہے کوئی ایسا بشر کہلائے جو خیر البشر
زیرِ سایہ اُس کے ہیں جس کا کوئی سایہ نہیں

اک نظر میں سونپ دی دونوں جہاں کی نعمتیں
ایسا دل والا جہاں میں آج تک پایا نہیں

ہر چمکتی چیز سونا تو نہیں اے دوستو
مطمئن ہوکر خریدو، کھائیے دھوکا نہیں

سانس بن کر آتے جاتے ہیں نظامِ زیست میں
چشمِ رحمت ساتھ ہے صاحبؔ کبھی تنہا نہیں

منتظر بیٹھا ہے صاحبؔ راہ پر، آجائیے
بات کیا ہے نامہ بر اُن کی خبر لایا نہیں

نذرِ حضرت لاوبالیؒ کرنول شریف

اپنی تاریخ پڑھو اپنا ہی شجرہ دیکھو
کام آئے گا سرِ حشر وسیلہ دیکھو

لاوبالیؒ ہی کے دربار سے بغداد چلو
غوث اعظم کے ہے فیضان کا دریا دیکھو

حُسنِ زیبا کی عجب شان ہے اللہ اللہ
"شوق کہتا ہیکہ پھر یار کا جلوہ دیکھو"

ایک در چھوڑ کے در در کا بھٹکنا کیا ہے
جو بھی بھٹکا وہ بھٹکتا ہے بھٹکتا دیکھو

دل جھکے جاتے ہیں اس در کی کشش کیا کہیے
دیکھنے والو عقیدت کا یہ سجدہ دیکھو

سیر حاصل کہاں باہر نظارے صاحبؔ
دیکھنا گر ہے تو خود اپنی ہی دُنیا دیکھو

صاحبؔ قدری

30-1-2004

دیکھا

تیری تصویر کو اس دل میں چھپا کر دیکھا
دونوں عالم تیری نظروں میں سما کر دیکھا
کوئی دنیا کوئی عقبا کو سجا کر دیکھا
مردِ حق وہ ہے جو خود آپ کو پا کر دیکھا
وارثِ کُن ہے یہ پتلا نہیں اک مٹی کا
اپنی صورت اسی آدم کو بنا کر دیکھا
کل شعیا میں ہے اک نُورِ محمدؐ پنہاں
خود خدا آپ کو جلوؤں میں سما کر دیکھا
کون جانے دلِ مومن کا یہ آنا جانا
دیکھنے والوں نے اللہ کو پا کر دیکھا
کار فرمائی اگر ہو نہ قدیرؒ اللہ کی
کون اس سانس میں کلمے کو بسا کر دیکھا
برق رفتار سہی تیرا بیان اے واعظ
کیا کبھی دل کے دریچوں کو کھلا کر دیکھا
تیرا احسان ہے کہ صاحبؒ کو نئی دنیا دی
اپنے بیمار کو جو آپ نے آکر دیکھا

منقبت در مدح بندہ نوازؒ
سرکارین یوسفینؒ

بزمِ قدیرؒ میں یوں راز و نیاز آئے
یوسف شریف آئے بندہ نواز آئے
فیضِ کریم ہے یہ آگاہِ راز آئے
یوسف شریف آئے بندہ نواز آئے
فیضِ نصیر بھی ہے فیضِ کلیم بھی ہے
حاضر جو صورتیں ہیں بیشک قدیم بھی ہے
ہر آئینے میں دیکھو آئینہ ساز آئے
یوسف شریف آئے بندہ نواز آئے
شاہوں نے سر جھکائے بخشے دماغ کس نے
آندھی میں تھے جلائے بیشک چراغ جس نے
چشتی گھرانے والے وہ شاہباز آئے
یوسف شریف آئے بندہ نواز آئے
مقبول ہورہی ہیں اب تو دعائیں صاحبؒ
نسبت نے ہم پہ کی ہیں کتنی عطائیں صاحبؒ
صاحب قدیری کرنے وہ سرفراز آئے
یوسف شریف آئے بندہ نواز آئے

نذرِ عقیدت
بہ بارگاہِ یوسفینؒ

ہر دل کو آج راحت یوسف شریفؒ سے ہے
روشن ہماری قسمت یوسف شریف سے ہے

بے فکر ہوگیا وہ ہر آفت و الم سے
بے لوث جس کی نسبت یوسف شریف سے ہے

شاہوں نے بھیک مانگی در پہ تمہارے آکر
قائم رہی حکومت یوسف شریف سے ہے

جلتے ہیں آندھیوں میں شمع وفا ہمیشہ
انمول یہ کرامت یوسف شریف سے ہے

صاحبؔ درِ کرم پر سر رکھ کے کہہ رہا ہے
واللہ اپنی عزت یوسف شریف سے ہے

صاحبؔ قدیری

پرواز

وہی نغمہ سرائے من عرف ساز رکھتا ہے
درونِ قلب جو اللہ کی آواز رکھتا ہے

میں کیا بتلاؤں تیرے حسن کی پردہ دری کیا
خُدا خود جس پہ شیدا ہے تو وہ انداز رکھتا ہے

کوئی تو بات ہے آدم جو مسجودِ ملائک ہیں
صفات معتبر پاکر وہ یہ اعجاز رکھتا ہے

جلائی ہے قدیر اللہ نے شمع وفا کیسی
کہ ہر پروانہ تیری یاد کو ہمراز رکھتا ہے

شرف بخشی ہے یہ دل عرش کہلایا الٰہی کا
ہر اک لمحہ دلِ مومن کا وہ پرواز رکھتا ہے

خوشا تقدیر کہ ہم اُمتی ہیں شاہ بطحہ کے
غلام سرورِ دیں واقعی اعزاز رکھتا ہے

امانت کا امیں وہ جائزا بردار ہوتا ہے
وہی صاحب ہے جو صاحب نظر کا راز رکھتا ہے

کیا مطلب

تیری نظر سے ہے مطلب جہاں سے کیا مطلب
لگی ہے آپکی جنت وہاں سے کیا مطلب

تیرے بغیر جہاں کا نظام کیا معنے
یقیں ہے اپنا سلامت جہاں سے کیا مطلب

نگاہِ ناز نے ہم کو شہید کر ڈالا
اجی حضور یہ تیغ و سناں سے کیا مطلب

میرے نصیب کا معیار صبر وضبط رہا
بتاؤ آپ ہی آہ فغاں سے کیا مطلب

تماشہ گاہ ہے دنیا تماشہ بیں ہے نظر
تصورات میں صاحب مکاں سے کیا مطلب

صاحبؔ قدیری

بیادِ کریم اللہ ثانیؒ

وہ نظر آتے ہیں اور دل میں سما جاتے ہیں
نقش دل گیر ہے یاد آتے ہیں یاد آتے ہیں

کل جو طوفانوں کے دامن میں جئے جاتے تھے
آج وہ وقت کے سائے سے بھی گھبراتے ہیں

لیلۃ القدر جمعہ ماہ مبارک رحلت
بخت آور اسی ماحول میں گھر جاتے ہیں

خود کو قربان کیا عہد وفا کی خاطر
زخم اس طرح سے اے دوست سہے جاتے ہیں

یہ مقدر ہی کی باتیں ہیں عطا کے منظر
درد بڑھتا ہے تو دیوانے سکوں پاتے ہیں

نسبتِ فضل کریمی ہے کریم اللہ کی
بادشاہ قادریؒ اس در کے ہی کہلاتے ہیں

کس طرح آپ کے احسان ادا ہوں صاحبؔ
زندگی آپ سے پاکر ہی جئے جاتے ہیں

نسبت کا بھرم

نقش بن بن کے نگاہوں میں سمانے والے
یاد آتے ہیں بہت ہم کو نبھانے والے

سانس کیا ہے تیری آمد کا یقیں ہے مجھ کو
کون کہتا ہے نہیں آتے ہیں جانے والے

تم کو نسبت کا بھرم رکھنا پڑے گا اک دن
آ بھی جاؤ میری تقدیر بنانے والے

ایسی پلوادے کہ ہر لحہ مجھے ہوش رہے
یوں تو آئے ہیں کئی ہوش اُڑانے والے

لاج اُلفت کیلیے رسمِ تغافل ہی سہی
کہیں رُسوا نہ کریں ہم کو زمانے والے

زندگی پائی ہے صاحبؔ نے تیری آنکھوں سے
یہ میرے پیر ہیں آنکھوں سے پلانے والے

صاحبؔ قدیری

پیر قدیرا

روشن شمع جیسا میرا پیر قدیرا
دل میں بسے ہے ایسا میرا پیر قدیرا

شانِ کریمی کے جلوے دکھائے
دید کے پیاسے درشن پائے

بھٹکے ہوں کو راہ بتائے
سانچا گرو ہے ایسا میرا پیر قدیرا

یمنی پیا کے روپ نرالے
سانسوں میں کلمے کو پالے

باہو ہے کی دھونی رما لے
من مندر میں بیٹھا میرا پیر قدیرا

غوث و قطب ابدال و قلندر
جپتے ہیں مالا سانس کے اندر

موتی ملیگا ڈھونڈ سمندر
صاحبؔ راز ہے ایسا میرا پیر قدیرا

مشتاق دید

مشتاق دید بیٹھے ہیں پردہ اُٹھائیے
اب وقت کا تقاضہ ہے تشریف لائیے

کچھ حادثات دیتے ہیں انجام کی خبر
غفلت کی نیند ٹھیک نہیں جاگ جائیے

اللہ نے جو بنائی ہے اُس میں سکون ہے
دنیا میں کوئی اور نہ جنت بنائیے

کل کی کچھ اور بات تھی اب ہے کچھ اور بات
کیا منتشر نظام کے نقشے جمائیے

صاحبؔ عجیب دور ہے بکتے ہیں حوصلے
بہتر یہی رہے گا کہ بستر اٹھائیے

صاحب قدری

نسبتِ شاہ یمنی

نسبتِ شاہ یمنی کے صدقے دست خیر الورا مل گیا ہے
بندہ پرور عطا آپ کی ہے منزلوں کا پتہ مل گیا ہے

زندگی بندگی بن گئی ہے ہر نفس بخششیں ہو رہی ہیں
ہم غریبوں کو جب سے تمہارا یا قدیر آسرا مل گیا ہے

قلب مضطر سکوں پائے کیسے جز تمہارے جیا جائے کیسے
ڈھونڈتی ہیں نگاہیں تم ہی کو درد بھی لادوا مل گیا ہے

طالب دید دیدار پائے مدتوں بعد سرکار آئے
سجدہ ریزی کی معراج ہے یہ آپ کا نقشِ پا مل گیا ہے

وقف سرکار جب ہوں گے لاکھوں طوفان آئے تو کیا غم
اپنی کشتی سلامت رہے گی با خُدا ناخُدا مل گیا ہے

یاد ہی مقصد زندگی ہے یاد ہی حاصل بندگی ہے
ذکر جاری ہے سانسوں میں ان کا ایک درد آشنا مل گیا ہے

ان کی چشمِ کرم ہے سلامت مانگنے کی ضرورت نہیں ہے
کہہ رہا ہے زمانہ کہ آخر آج صاحبؔ کو کیا مل گیا

نسبتِ قدیرؒ

اہلِ نظر نے دیکھی حقیقت قدیرؔ کی
اللہ سے ملاتی ہے نسبت قدیرؔ کی

پاکیزہ فکر درس گہہِ عشق نے دیا
کرو بیاں بھی کرتے ہیں حرمت قدیرؔ کی

بادہ کشان ہوش کا ساغر ہے جس کی ذات
ہر ہر نفس نے دی ہے صداقت قدیرؔ کی

رنگینیِ حیات کے موتی لٹا گئے
کتنی عظیم تر ہے سخاوت قدیرؔ کی

ہے گنج بخش بندہ نواز و وطن کا فیض
لطفِ کریم سے ہوئی شہرت قدیرؔ کی

گویا قدیرؔ کلمۂ طیب کا درس ہیں
اس کے سوا نہیں ہے وجاہت قدیرؔ کی

ہے خاکِ پا قدیرؔ کا صاحبؔ ہے جس کا نام
مجھ سے فقیر پہ ہے عنایت قدیرؔ کی

وقارِ بندگی

جلوہ گاہ ناز میں جب دل کا سودا ہوگیا
ہاں وقار بندگی بس ایک سجدہ ہوگیا

اُنکی نسبت کام آئی کام آتی ہی رہی
لااُبالی کے کرم سے پار بیڑا ہوگیا

بار بار آتا رہیگا در پہ سائل آپ کا
بھیک لینے کا اُسے کیا خوب چسکا ہوگیا

رنگ سکے بات سکی سب جسے اپنا کہیں
ایک ہو کے سب میں ہے آخر یہ کس کا ہوگیا

یوں بھی انداز کرم ہوتے ہیں صاحبؔ دیکھئے
کام ہے سب آپ کا اور نام میرا ہوگیا

صاحبؔ قدیری

نُورعینِ قدیر

سیّدہ حافظ یمنی رحمۃ اللہ علیہما (ہلکہ شریف)

آج بھی اہلِ نظر کا آئینہ ہے حافظ
ایک مدت سے توکل کی صدا ہے حافظ

آپ کی پوشیدگی سے راز ظاہر ہوگئے
بادشاہِ قادری کا مدعا ہے حافظ

ذاکر ایمان کی ہر دم محافظ قبر ہے
غور سے دیکھو سلامت سرتا پا ہے حافظ

کلمۂ بالقلب کی نظروں سے انکو دیکھئے
باوفا ہے باوفا ہے باوفا ہے حافظ

سلسلہ در سلسلہ اک انقلاب آنے لگا
دورِ حاضر کا یقیناً فیصلہ ہے حافظ

بزمِ رنداں میں کوئی صاحبؔ ہے بھی تشنہ دہاں
ساغر عرفاں عطا ہوا التجا ہے حافظ

صاحب قدیری

کس نے مجھے پہچانہ

اس فکر میں کھویا ہوں کس نے مجھے پہچانہ
داناؤں میں دانا ہوں دیوانوں میں دیوانہ

سجدہ در ساقی پر کرنا ہی عبادت ہے
ہم عشق کے بندے ہیں کعبہ ہو کہ بتخانہ

کیوں وعدہ خلافی کو آساں سمجھ بیٹھے
مشکل میں میری جاں ہے جھوٹی نہ قسم کھانہ

ہم اُنکے بنائے ہیں ہم انکے سنوارے ہیں
دیکھو تو غلاموں کے کیا ٹھاٹ ہیں شاہانہ

کب تک یہ سفر اخر کہتا ہے کوئی ہمدم
مل جائے جو صاحب تو اتنا اسے سمجھانہ

سامان گذارے کا بس اسکے سوا کیا ہے
میں ہوں میری غربت ہے اتنا سا ہے کاشانہ

دھڑکن دل صاحبؔ کی کیوں تیز ہوئی آخر
اللہ میرے محسن اب وقت ہے آجانہ

خراجِ عقیدت بفیض گنجور حضرت العلامہ سید شاہ طاہر رضوی القادریؒ
صدر الشیوخ جامعہ نظامیہ

مخزنِ علم و ادب حضرتِ طاہر رضوی
آؤ مشتاق ہیں سب حضرتِ طاہر رضویؒ

فخرِ انوار نے ذرے کو خورشید کیا
فیض بخشی کے سبب حضرتِ طاہر رضویؒ

نیچی نظریں تھیں مگر علم تھا کتنا اونچا
تھا عجب آپ کا ڈھب حضرتِ طاہر رضویؒ

سلسلہ فخرِ رضاء حضرت موسیٰ کاظم
کتنا اعلیٰ ہے نسب حضرتِ طاہر رضویؒ

آپکی آمدِ ذیشان کا منظر دیکھا
قادری باغ میں جب حضرتِ طاہر رضویؒ

صاحبؔ دید کیا قرب کا عرفان دیا
دیکھئے دور ہیں کب حضرتِ طاہر رضویؒ

صاحبؔ قدیری

مئے خانہ تیرے نام کا

حشر تک باقی رہے گا نشہ تیرے جام کا
آج بھی آباد ہے میخانہ تیرے نام کا

دیکھئے چودہ صدی کے بعد بھی زیرِ لحد
ضامنِ محفوظیت ہے دائرہ اسلام کا

خاتمہ بالخیر ہو ایمان پر تو بات ہے
اس لئے ہر دم خیال آتا رہے انجام کا

جاگئے بحرِ خدا تاریکیوں سے چونکئے
وقت یہ ہرگز نہیں ہے آپ کے آرام کا

ہوں زہے قسمت غلام بادشاہِ قادریؒ
نام صاحبؔ بولتے ہیں بندۂ بے دام کا

صاحبؔ قدیری

نذرِ عقیدت

کہاں تجھ سا زمانے میں سخی ہے … بھری ہے، تو یہیں جھولی بھری ہے
حُسینی شان کی سب روشنی ہے … امینِ فیض عارف کی گلی ہے
نیاز و ناز کربل آگہی ہے … وہی سجدہ وقار بندگی ہے
وہیں رہرو کو منزل ڈھونڈتی ہے … عقیدت میں جہاں بھی پختگی ہے
معین دین و ملت بنکے آئے … اُسی خواجہ کی ساری خواجگی ہے
ہمارا کیا ہے جو کچھ ہے تمہارا … تمہاری یاد ہی سے زندگی ہے
نظارہ کس کا آتا ہے نظر میں … ذرا دیکھو یہاں مولیٰ علی ہے
اُسی کی جلوہ گاہِ ناز ہوگی … جبیں جو خود بخود اِس جا جھکی ہے
تعلق ہے تو وقفِ یار ہوجا … وگر نہ زندگی جادو گری
تمہارے در کا ہے صاحب قدیری … غلامی ہی سے یہ عزت ملی ہے

بہت سادہ سی اپنی شاعری ہے
ہماری بات ہے ہم نے کہی ہے

صاحب قدیری

27-6-2003

تعزیت

بہ بارگاہ حضرت سید شاہ امین الدین یمنی القادری، رائچور

درسگاہِ حق نُما سادات مرقد آپ کی
شاہ امین الدین یمنی پیرپاشاہ قادری

وقفِ خدمت آپ نے کی اپنی ساری زندگی
شاہ امین الدین یمنی پیر پاشاہ قادری

نسبتِ غوث الوریٰ ہے اور عطائے خواجگی
شاہ امین الدین یمنی پیر پاشاہ قادری

آپ کے اوصاف کو بھولے نہ بھولیں گے کبھی
شاہ امین الدین یمنی پیر پاشاہ قادری

آپ کے فیضان کا مظہر عروجِ قادری
شاہ امین الدین یمنی پیر پاشاہ قادری

آج بھی صاحبؔ قدیری ہے وہی وابستگی
شاہ امین الدین یمنی پیر پاشاہ قادری

صاحب قدیری

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
11-7-2002

پسِ غبار

لبوں پہ ان کے ہمارا ہی نام ہے شائد
یوں لگ رہا ہے کہ قصہ تمام ہے شائد

نظر بھی ٹھہر گئی ہے ہاتھ کانپتے ہیں میرے
یہ آخری میرے حصے میں جام ہے شائد

بچا بچا کر وہ دامن چلے تو ہیں لیکن
پسِ غبار کوئی ناتمام ہے شائد

جو میں نہیں ہوں تو نظارہ حیات ہی کیا
میرے لئے ہی جہاں کا نظام ہے شائد

کیوں سجدہ ریز فلک اور ملک ہیں سوئے زمین
اسی میں عرش نشیں کا مقام ہے شائد

میری خموشی پہ کیوں بھیڑ ہے زمانے کی
لحد پہ آج میری اذنِ عام ہے شائد

لگائی آپ نے ٹھوکر تو جی اٹھے صاحبؔ
یہ طالبانِ وفا کا مقام ہے شائد

صاحبؔ قدیری

باغِ سُلطان

گھکل

آپ کیا آئے کہ میرے گھر چراغاں ہوگئے
فیض نسبت ہے کہ تازہ سب کے ایماں ہوگئے

دُھند لکے مٹنے لگے شفاف ہے بزمِ وفا
یہ ہے معراج مقدر قُرب جاناں ہوگئے

ناز کرتی ہے جبیں کہ تیرے در پر جُھک گئی
در کے خادم آپکے اس طرح سُلطاں ہوگئے

دیکھئے کس شان سے اپنا لیا سرکار نے
فکر کیسی جب قدیر اللہ نگہباں ہوگئے

میرے محسن نے پڑھائی ہے نماز آخری
کیا بتاؤں کس طرح رہبر کے احساں ہوگئے

سب کرم کی بات ہے صاحبؔ قدیری آج بھی
دیکھتے ہی دیکھتے صحرا گلستاں ہوگئے

صاحبؔ قدیری

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
6-11-99

یاد اسد علی سید کچھولی

تمنا دید کی پھر حوصلہ کرے نہ کرے
یہ زندگی میرے محسن وفا کرے نہ کرے

چلے بھی آؤ گھڑی دو گھڑی کی بات تو ہے
پھر اسکے بعد یہ مہلت قضاء کرے نہ کرے

میں اُن سے ملنے کی ہر دم دعائیں کرتا ہوں
یہ اُنکی مرضی ہے چاہے دعا کرے نہ کرے

کمال حسن میں بے مثل لاجواب ہیں وہ
مقابل اُنکے کوئی آئینہ کرے نہ کرے

میری خموشی ہے اظہار مدعا صاحبؔ
اگرچہ میری زباں التجا کرے نہ کرے

صاحب قدیری

19-10-2001

غزل

محفل میں مجھ غریب کو رسوا نہ کیجئے
حسرت بھری نگاہ سے دیکھا نہ کیجئے

بازارِ حُسن اور ہے بازارِ عشق اور
ٹوٹا ہوا ہے دل میرا سودا نہ کیجئے

قصۂ طویل ہوتا ہے چھوٹی سی بات کا
بے وجہ بات بات کا چرچہ نہ کیجئے

بس دو قدم کی بات ہے منزل ہے سامنے
احسان ہوگا آپ کا تنہا نہ کیجئے

رخصت میں ہو چلوں تو چلے جایئے ضرور
صاحبؔ کا وقت دیکھئے ایسا نہ کیجئے

صاحب قدیری

پہچان گئے

اپنی پہچان ہوئی اُنکو بھی پہچان گئے
بعد مدت کے مہربان تجھے جان گئے

اک ترے ہونے سے سب رونق کاشانہ ہے
ایک وہ کیا گئے سب زیست کے سامان گئے

گھر گئے خواہش دنیا میں وفا چھوٹ گئی
کیسے کیسوں کے یہاں دیکھئے ایمان گئے

دعوت خیر میں کیوں مصلحت آمیزی ہو
جو بھی اس راہ سے گذرے وہ پریشان گئے

ڈوبتی ناؤ کو بروقت بچانے صاحبؔ
دیکھو سرکار میرے برسرِ طوفان گئے

صاحبؔ تقدیری

2-6-2003

بازارِ رحمت

کرم ہے بازار رحمت جو بھی چاہو مانگ لو
ہے محمدؐ کی حکومت جو بھی چاہو مانگ لو

دینے والا دے رہا ہے لیتے ہیں شاہ و گدا
سب پہ ہے یکساں عنایت جو بھی چاہو مانگ لو

انکے احساں و کرم کی بات ہے جو ہوگئی
گنبدِ خضرا سے نسبت جو بھی چاہو مانگ لو

کیا نہیں ملتا میرے سرکار کے دربار سے
ملتی ہے اس در سے عزت جو بھی چاہو مانگ لو

حاصل تقدیر ہے آمد مدینے کی ترابؔ
ہے یقین والونکی جنت جو بھی چاہو مانگ لو

ترابؔ تقدیری

نعت شریف

شہ انبیاءؐ آمنہؓ کے دلارے محمدؐ حبیبؐ خدا بن کے آئے
حلیمہ تیری گود کے ہیں مقدر غریبوں کا وہ آسرا بن کے آئے

بشر کیا سمجھ پائے خیر البشر کو مقام آپ کا آپ کا ربّ ہی جانے
بتا نہ سکے جبرائیل امیں بھی خرد کیا کہے کیا سے کیا بن کے آئے

جمال آپؐ کا کس قدر معتبر ہے شبِ اسریٰ ربّ العلیٰ منتظر ہے
جسے دیکھنا تھا وہی دیکھ رہا ہے بجا نور کا آئینہ بن کے آئے

بلاوا مدینہ ہو پھر سے میں جاؤں قدم چوم کر حالِ دل میں سناؤں
یہی آرزو ہے یہی ہے تمنا کہ مقبول میری دعا بن کے آئے

ترابؔ ان کے در کی غلامی ہے سب کچھ یہی راز صاحب نظر جانتے ہیں
درِ مصطفےٰ پر جھکایا جو سر کو وہی وقت کے بادشاہ بن کے آئے

ترابؔ قدیری

انوار
مشاعرہ جامعہ نظامیہ

کہاں کہاں ترے انوار کی رسائی ہے
یہاں سے کتنے دلوں نے حیات پائی ہے

وہ مردِ حق جسے منزل تلاش کرتی ہے
رہِ سلوک میں ایسا بھی ایک راہی ہے

بس اک نگاہ سے روشن ہے کائنات میری
میرے حضور نے بگڑی میری بنائی ہے

وہ جسکو دیکھ لیں محتاج بھی غنی ہوگا
عجیب شان فقیری میں بادشاہی ہے

ترابؔ اُنکے کرم سے متاعِ زیست ملی
بس ایک در کی غلامی ہی راس آئی ہے

ترابؔ قدیری

"نذرانوار"
جامعہ نظامیہ

کرم کس شان کا یا مصطفےٰ ہے
کہاں تک سلسلہ انوار کا ہے

دل بیدار سے جو رابطہ ہے
حضوری میں ہر اک لمحہ رہا ہے

مقامات یوں تو ہیں کتنے ہی لیکن
ترے قدموں ہی میں اچھی جگہ ہے

انہیں کا ذکر اصلِ زندگانی
وہی تارنفس میں بولتا ہے

بھلا میں ہوں ہی کیا اور کیا ہے میرا
حقیقت ہے کہ سب کچھ آپ کا ہے

جہاں جبریل مجبور رسا ہیں
وہاں سرکار ہی کا نقش پا ہے

قبولیت، عطاء، فیضان دیکھو
اشارہ آپ کا اور جامعہ ہے

بھرم قائم رہے نسبت کا ہر دم
تراب قادری کا مدعا ہے

تراب قدیری

نعت شریف

جہانِ آرزو کے کب نظارے دل کو بھاتے ہیں
ہمیں تو آپ کے نقش کفِ پا یاد آتے ہیں

نگاہیں سجدہ کرتی ہیں جبیں معراج پاتی ہے
"نبیؐ کی نعت جب حسانؓ بن ثابت سناتے ہیں"

انہی کی اقتداء سے زندگی میں روشنی آئی
صحابہ حق ہے مانند ستارے جگمگاتے ہیں

نظر حسن عقیدت کی سر تسلیم جھکتی ہے
سجی ہے بزم احساں محسن عالم بھی آتے ہیں

ہماری جھولیاں بھرتی ہیں نسبت ہی کے صدقے میں
میرے سرکار ہی تو غوث وخواجہ سے دلاتے ہیں

غرور بندگی کب تک کرم ہوجائے تو سب کچھ
عبادت کام آتی ہے نہ سجدے کام آتے ہیں

جو منظر دیکھ آئے ہیں بھلایا جا نہیں سکتا
ترابِ قادری آقاء تجھے پھر سے بلاتے ہیں

26-4-2003، مشاعرہ اردو گھر

تراب قدیری

چشمِ کرم

چشم کرم حضور کی کیا کیا نہ کر گئی
جلوے بکھیرتی ہوئی ہر سُو نظر گئی

شیدا ہوا خود اپنی ہی صورت پہ اس طرح
آئینے کی نگاہ جو آئینہ گر گئی

وہ جسکو جس مقام سے چاہیں نواز دیں
ڈالی نگاہ ناز تو قسمت سنور گئی

پُر خار راستوں میں بھی پا برہنہ رہے
منزل ہماری کتنے سفر در سفر گئی

وہ آرہے ہیں میری عیادت کے واسطے
شاید تراب کی دعا بابِ اثر گئی

تراب قدری

14-8-2000

بزمِ وفا

تمہارے در پہ جبیں روز و شب جھکی ہی رہے
وفا کی بزم وفاداروں میں سجی ہی رہے

نہ آئے فرق تری دین میں میرے مولیٰ
سخی گھرانہ میرے پیر کا سخی ہی رہے

ہوس کا دیکھئے ساغر ہمیشہ خالی ہے
شکر گذار نہیں ہیں تو تشنگی ہی رہے

بجز تمہارے بھلا اور دیکھنا کیا ہے
رخ حبیب پہ نظریں میری ٹکی ہی رہے

کرم نواز نبھا آپ ہی کے ہاتھوں ہے
بنی ہے بات ہماری تو بس بنی ہی رہے

زمانہ مجھ سے نظر پھیر لے تو کیا غم ہے
تراب انکی نظر مجھکو دیکھتی ہی رہے

تراب قدری

14-1-2004

چشمِ دل

تڑپ جب بھی تمہارے دید کی سرکار ہوتی ہے
خرد مجبور ہے دیوانگی مختار ہوتی ہے

زمانے کی مسیحائی انہیں کے ہاتھ ہوتی ہے
جو فطرت خود بخود آئینہ کردار ہوتی ہے

بجا پردہ مگر دیدار بھی منزل بہ منزل ہے
نگاہِ اہلِ دل اِس پار سے اُس پار ہوتی ہے

عجب انداز ہے اُنکی ادائے دلبرانہ کے
اشارے بولتے ہیں اور نظر گفتار ہوتی ہے

اُسی رہرو کو منزل خود گلے اپنے لگاتی ہے
وفا کی راہ پہ جو بات پائیدار ہوتی ہے

غرور اچھا نہیں کب وقت کے تیور بدل جائیں
سنا ہے آندھیوں کی بڑی رفتار ہوتی ہے

ترابؔ قادری دیکھو رموزِ آگہی کیا ہے
لگی ہے آنکھ لیکن چشمِ دل بیدار ہوتی ہے

ترابؔ قدیری

یکم شعبان ۱۴۲۲ھ بروز جمعہ
19 اکتوبر 2001ء

احسان کیا کیا ہیں

عطاء رحمت کرم اور فضل کے سامان کیا کیا ہیں
میرے سرکار کے دیکھو ذرا احسان کیا کیا ہیں

مٹا کر تفرقہ اللہ کی رسّی پکڑ لینا
زہے آلِ نبیؐ قرآن کے فرمان کیا کیا ہیں

حساب ہر سانس کا بے باق ہو جائے تو بہتر ہے
وگرنہ زندگی بے سود ہے ارمان کیا کیا ہیں

سنبھل جائے عقیدت تو سکوں ہے زندگانی میں
نہ جانے دورِ حاضر کے ابھی طوفان کیا کیا ہیں

ہماری لاج سرکارِ مدینہ ہی کے ہاتھوں ہے
مراحل کیا بتائیں حشر کے میدان کیا کیا ہیں

ترابؔ نسبت سے انکی فضل کا دروازہ کھلتا ہے
توجہ اور کرم کے راستے آسان کیا کیا ہیں

ترابؔ قدیری

نعت شریف

بموقعہ عرس حضرت تاج العرفاء
شرفی چمن، حیدرآباد

سراپا رحمت کہ دوجہاں میں حضور جیسا سخی نہیں ہے
کرم کی آقاء کہ بھیک کسکو تمہارے در سے ملی نہیں ہے

جو وقت کے حکمران ٹھہرے خمیدہ سر ہیں تمہارے در پہ
ہے کوئی ایسا کہ جو بتادے کہ کس کی قسمت بنی نہیں ہے

یہ عرش و کرسی یہ چاند تارے فلک زمین کے سبھی نظارے
''تمہارے صدقے میں یا محمدؐ کسی بھی شئے کی کمی نہیں ہے''

کلامِ رَبی حدیثِ حضرتؐ عجب ہے جبریل کا معمہ
یہ ساری باتیں کھری ہیں بے شک ہے کوئی کہہ دے کھری نہیں ہے

وہ جانتے ہیں وہ دیکھتے ہیں میری خموشی ہی التجا ہے
تراب اُنکے حضور بولے کبھی بھی حاجت ہوئی نہیں ہے

تراب قدیری

30-5-2003

نذرِ عقیدت

اِس درجہ موثر نہیں انداز کسی کا
انداز کرم دیکھئے اُمی لقبی کا

تاریخ بتاتی ہے سلاطین جہاں کی
ادنا سا غلام ہوگا غلامانِ نبیؐ کا

خود اپنے ہی دیدار کو آئینہ بنایا
فن دیکھ کے حیران ہے آئینہ گری کا

سب اپنی اُمیدوں سے کجا پاتے چلے ہیں
بتاتا ہے تصدق یہ ہے دربار سخی کا

سرچشمۂ فیضان ولایت کا تصرف
ہر وقت ہے دروازہ کُھلا مولیٰ علی کا

قربان دل و جان کیا ایک نظر میں
مرضی ہے تراب اپنی یہ سودا ہے خوشی کا

تراب قدیری

(مشاعرہ بمقام گلبرگہ)
۲۸ مئی ۲۰۰۲ء جمعہ

نذرِ عقیدت

حضورؐ آئے ہیں ہر سمت روشنی کیلئے
یہ کائنات بنی ہے میرے نبیؐ کیلئے

کمال دید یہی ہے کہ ہو حبیبؐ کی دید
"تصور آپؐ کا لازم ہے بندگی کیلئے

وہ سانس بنکے نبھاتے ہیں آبروئے حیات
خیال یار سلامت ہے آگہی کیلئے

مقام آدم خاکی میں کون آیا ہے
ملائکہ نے کیا سجدہ آدمی کیلئے

زہے نصیب کہ سجدے ہیں کامیابِ وفا
تمہارے نقشِ کفِ پا ہیں بندگی کیلئے

ہے دست بستہ کھڑا کیجئے نگاہ کرم
تُراب قادری آیا ہے حاضری کیلئے

تراب قدیری

سرمایہ

بس کرم آپ کا جب سے مجھے اپنایا ہے
میرے جینے کا فقط ایک ہی سرمایا ہے

اُنکی امداد تو ہر حال نبھالیتی ہے
ہم غریبوں پر ہمیشہ ہی تیرا سایہ ہے

بخت آور ہے وہی فخر زمانہ ہے وہی
جو بھی قدموں میں ترے اپنی جگہ پایا ہے

باغباں ہی نے چمن لوٹ لیا ہے جب سے
ایسے حالات میں دل درد سے بھر آیا ہے

سرمدی شان اناالحق کی سدا فکرِ حُسین
سجدہ کربلا ہی کا بس دین کے کام آیا ہے

مانگنا کیا ہے بنا مانگے بھی دیتے ہیں حضور
جھولی خالی لئے سائل نہ کوئی آیا ہے

کتنے آئینے تصور نے بنائے تھے ترابؔ
اور کوئی در نہ ترے در کے سوا بھایا ہے

تراب قدیری

5-8-2003

نذرِ عقیدت بہ بارگاہ غوثِ جیلانیؓ

علی زادوں کی نسبت دستگیری کی سند پائی
ولایت غوث کے گھر دیکھئے کس شان سے آئی

مقدر اپنے اپنے جستجو اپنی کرم اُنکا
تلاش دید میں زاہد سرِ دیدار سودائی

سرِ تسلیم وقف یار کردے تو مزے لوٹے
"گدائی غوث کے در کی حقیقت میں ہے دارائی"

زمانے معترف ہیں شرط میزانِ عقیدت ہے
محی الدین نے اُلجھی ہوئی ہر بات سُلجھائی

بتادیگا ترابؔ اِس آستاں بوسی کی لذت کو
کہا جو المدد ڈوبی ہوئی کشتی اُبھر آئی

تراب قدیری

بہ ضمن جشن ولادت غوث اعظم دستگیرؓ

مشاعرہ خانقاہ موسویہ حیدرآباد

مرتبہ غوث کا کیا جانے زمانے والے
اولیاء سارے ہیں سب سر کو جھکانے والے
شاہ بغداد کا ہاں جشن منانے کیلئے
ہیں کچھوچھ سے بریلی سے بھی آنے والے
پیچھے پیچھے میں چلا آتا ہوں تھامے دامن
آگے آگے ہیں میرے راہ بتانے والے
بھولے بھالوں پر نظر آپ کی سرکار ہے
غم نہیں گرچہ ہیں چالاک زمانے والے
ہم تو پروانے ہیں مرمٹنا ہے اپنی منزل
آپ روشن رہیں اے شمع جلانے والے
اپنی نسبت ہے قوی حشر کے دن ڈر کیا ہے
غوث اعظم ہیں غلاموں کو بچانے والے
اڑگئے رنگ وہیں آگئے غوث الاعظمؓ
کیسے کیسے تھے یہاں رنگ جمانے والے
صدقہ حسنین کا بٹتا ہے بڑھالو دامن
دینے آئے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے
بیٹھ جائے گا تراب اپنی جگہ لے لیگا
ہوں کھڑا اس لئے ہیں دور سے آنے والے

۱۸ شعبان ۱۴۲۲ھ
4-11-2001

بازارِ غوثؓ

رتبہ کس شان کا ہے تیرے خریداروں کا
دام اونچا ہی رہا غوث کے بازاروں کا
بوبکرؓ شاہ عمرؓ حضرتِ عثمانؓ و علیؓ
کوئی ثانی نہیں ہوگا نہ ہوا چاروں کا
فیض بردار ہیں شہزادۂ غوث اعظم
ہاں سخی ہاتھ ہے ہر دور میں سرکاروں کا
جو نہیں مانتا یہ دیکھ کر وہ بھی مانے
ہے یہ مجمع شہِ جیلاں کے پرستاروں کا
جس کے کردار ہوں پاکیزہ وہی فاتح ہے
ورنہ دعویٰ تو سبھی کرتے ہیں گفتاروں کا
تھم گئی نبضِ جہاں وقت نے کروٹ لی ہے
زام باقی ہے کہاں دیکھئے رفتاروں کا
جو اسیر آپکی الفت میں ہوا کیا نہ ہوا
بادشاہ گر ہے غلام آپ کے درباروں کا
ہاں صبا قادری دیتے ہیں سہارے سبکو
سلسلہ کب سے چلا آتا ہے غمخواروں کا
لاَ تخف قول کرم خوب تراب یاد رہا
حال پوچھیں گے میرا غوث گرفتاروں کا

منقبت بارگاہ غریب نوازؒ

یہ اُنکا کرم ہے یہ اُنکی عطاء ہے جسے چاہے در پر بلاتے ہیں خواجہ
میری بات کیا میری ہستی ہی کتنی زمانے کی بگڑی بناتے ہیں خواجہ

حُسینی خلافت نصیری امانت نظامی ملی چشت و سنجر کی نعمت
سخی کی عطاء شان بھی ہے نرالی انہی نسبتوں سے دلاتے ہیں

عجب آستاں رشک جنت بنا ہے ترے عاشقوں کا یہ میلا لگا ہے
جبیں عقیدت جھکی جارہی ہے وہ آتے ہیں خواجہ وہ آتے ہیں خواجہ

ولایت ملی بادشاہت ملی ہے عیاں روز روشن ہے تاریخ شاہد
مقدر کا وہ تو سکندر ہوا ہے جسے آپ اپنا بناتے ہیں خواجہ

ترابؔ آپکے در پہ حاضر ہوا ہے میں کیا مانگوں مجھ میں سلیقہ ہی کیا ہے
کرم آپ کا آپؐ کی ہی عطاء ہے نبھاتے ہیں خواجہ نبھاتے ہیں خواجہ

ترابؔ قدیری

یکم رجب ۱۴۲۴ھ
30-8-203

مشاعرہ بارگاہ حضرت لااُبالیؒ (کرنول)

دیکھتے ہی دیکھتے نہ جانے کیا کیا ہوگیا
آپ سے نسبت ہوئی ہر کام اچھا ہوگیا

روشنی بغداد سے جب آگئی کرنول میں
ذرّہ ذرّہ گھر کا گھر سب نور والا ہوگیا

شرط ہے ثابت قدم ہونا سلوک عشق میں
سَر بلندی مل گئی جب سَر کا سودا ہوگیا

لااُبالی کے قدومِ ضوفشاں آئے یہاں
اولیاء کی شان ہے کیسا اُجالا ہوگیا

کس قدر بافیض معراجِ عقیدت ہے ترابؔ
پائے جاناں پر جُھکایا سر تو اونچا ہوگیا

ترابؔ قدیری

مشاعرہ بہ بارگاہ عرس حضرت سید شاہ لطیف لاؤبالیؒ کرنول

سب پہ یکساں ہے عطاء دیتے ہیں کیا کیا دیکھو
انکے انداز کرم کا بھی سلیقہ دیکھو

رابطہ آپ ہیں اور ضابطۂ زیست بھی آپؐ
میرے سرکار میں قُرآں کا خلاصہ دیکھو

اپنی خوش فہمی سے کتنوں نے بنالیں راہیں
عزمِ منزل ہے تو آقاء کا اشارہ دیکھو

تشنگی اور بڑھی بارہا دیکھا ہے مگر
’’شوق کہتا ہے کہ پھر یار کا جلوہ دیکھو‘‘

ہمکو معلوم ہوا یار کا مسکن ہے یہی
دل شکستہ تھا مگر ہم نے خریدار دیکھو

بات غیروں کی نہیں اپنی بتاتے ہیں ترابؔ
مر کے جیتا ہے کوئی یہ بھی تماشہ دیکھو

ترابؔ قدیری

۷/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ
30-1-2004

بموقعہ رسم اجراء ''آئینہ وفا''

مصنف حضرت عباد اللہ شاہ قادری القدیری، شولاپوری

نمودِ صبح اُجالوں کا سلسلہ ہوجا
کئے جا پیروی مصروفِ اتباع ہوجا

مُصَفّٰہ دل ہی میں دیدار مصطفٰے ہوگا
رہِ سلوک میں آئینہ وفا ہوجا

نفس نفس میں ہے پنہاں رموز یکتائی
بس ایک جست میں منزل سے آشنا ہوجا

جنوں کی راہ میں عقل و خرد کا کام ہی کیا
مقامِ عشق میں قرنی کا حوصلہ ہوجا

عروج ہے یہی، رفعت یہی، مقام یہی
تراب خاک کفِ پائے مصطفٰے ہوجا

تراب قدیری

7-11-2001

تسکینِ جاں

اہل وفا کے جب بھی رواں کارواں ہوئے
نقشِ قدم حضور کے منزل نشاں ہوئے

اُن کا کرم ہے کام لیا مجھ فقیر سے
اس طرح سے بھی آپ کے جلوے عیاں ہوئے

کس درجہ پُر وقار ہیں احسان قدیر کے
سانسوں میں ذکر بن کے جو دل کی زباں ہوئے

کہنا پڑے گا گرمیٔ روز جزا ہمیں
بے شک رسول پاک ہی تسکین جان ہوئے

زعم عمل تراب کہاں کام آسکے
اچھا ہوا کہ آپ میرے مہرباں ہوئے

تراب قدیری

۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
14-6-95

مخزن فیض

مخزنِ فیض و عطاء آقاء کریم اللہ ہیں
معرفت کا دیکھئے دریا کریم اللہ ہیں

ذکر سے تکمیل پاتے ہیں ہزاروں دل یہاں
رحمتیں ہیں بالیقیں جس جا کریم اللہ ہیں

ہے قدیری سلسلہ مرہون منت آپ کا
ہاں قدیری فیض کا منبع کریم اللہ ہیں

جو بھی تھا جو کچھ کہ ہے جو بھی رہے گا آپ کا
برکتوں کا ہر گھڑی سایہ کریم اللہ ہیں

اک تراب قادری کیا سب کو دیتے ہیں حضور
جھولیاں بھر لو سخی داتا کریم اللہ ہیں

تراب قدیری

یا کریم

۴۷ واں (عرس کریمؒ) چٹگوپہ شریف

جلوہ ہر ایک سمت ہے روشن ضمیر کا
عرسِ کریم ہوتا ہے پیر قدیر کا

یکساں ہے سب پہ شانِ کریمی کا سلسلہ
یاں فرق ہی نہیں ہے غریب و امیر کا

آئیگا لطف خوب نیاز و نماز میں
چلئے نشان لیکے ذرا دستگیر کا

ہر سانس مطمئن ہے بھٹکنے کا ڈر نہیں
جب سے کہ راز جانا ہے اپنی خمیر کا

آقاء کی دید اور شہادت خوشا نصیب
دینا پڑے جواب جو منکر نکیر کا

بلکہ فیض گاہِ کریمی ہے دیکھئے
وہ بادشاہ کا روضہ ہے یہ اُن کے پیر کا ہے

شانِ کریم دیکھئے اور دامن تراب
لبریز کا سا ہوتا ہے در کے فقیر کا

تراب قدیری

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ
22-6-2003، بروز اتوار

نذرِ عقیدت بہ بارگاہ طاہر گلشن، کرنول

اپنی ہستی جان لی دم کا خلاصہ کرلیا
ہاتھ پر انکے بکا جنت کا سودا کرلیا

لاتخف کا غوث اعظم نے جو وعدہ کرلیا
کہہ دیا جب آپ نے ہم نے بھروسہ کرلیا

حُسن جاناں تاب نظارہ شعورِ بندگی
عاشقوں نے تو سرِ دہلیز سجدہ کرلیا

آپ ہی کا تذکرہ دُھن آپ کی شام وسحر
"شاہ طاہر نے ہمیں دیوانہ اپنا کرلیا"

اپنی کشتی کی نگہبانی تمہارے ہاتھ ہے
غم نہیں طوفان نے جو تیز دھارا کرلیا

سرفرازی ہوگئی دیکھو ترابؔ قادری
انکے قدموں میں جگہ پالی یہ اچھا کرلیا

تراب قدیری

آئینہ ہستی

جبینِ بندگی کا راز کیا ہے
درِ محبوب پر سجدہ روا ہے

شبِ اسرا میں کس کی جلوہ گاہ ہے
وہ یکتا ہے دوئی کا ذکر کیا ہے

جھکا سکتا نہیں درَ درَ پہ سر کو
جو خود اپنی حقیقت جانتا ہے

گلستاں ہوگئی نمرود کی آگ
ہمارے عشق ہی کا حوصلہ ہے

مقام من عرف سیدھا پتہ ہے
خدا بندے میں آکر چھپ گیا ہے

ترابؔ آئینہ ہستی میں دیکھو
تماشا گر تماشہ دیکھتا ہے

تراب قدیری

مقامِ عشق

خرد زندان ہستی ہے جنوں کی باریابی ہے
مقام عشق میں منزل بہ منزل کامیابی ہے

گلستان وفا میں کیسے کیسے پھول مہکے ہیں
مٹا کر جو بھی ہستی آرہا ہے انقلابی ہے

نفوس قدسیہ جنکے ستاروں کی طرح روشن
رسول اللہ کے نائب ہیں کیا شان صحابی ہے

تصرّف تیرے میخانہ کا کیا کیا رنگ لایا ہے
نگاہ مست کا انداز بھی کیسا گلابی ہے

حُسینی زندگی اک ایک لمحہ درس دیتی ہے
ترابؔ، صبر و توکل ہی میں شان بوترابی ہے

ترابؔ قدیری

دست طلب

سوال دست طلب کیوں اُٹھے کسی در پر
میرے قدیری دیتے ہیں جھولیاں بھر کر

خدا کا شکر ہے ہر سانس ذکر کامل ہے
میں خود ہی رہتا ہوں آباد اپنے ہی گھر پر

سہارا آپ کا ہی آپ کا سہارا ہے
بھٹکنے والے بھٹکتے رہیں گے در دُر پر

فریب آج کا کل کس طرح چلے گا بھلا
لکھے تو رہتے ہیں اعمال سبکے دفتر پر

فقط تمہارے کرم نے ترابؔ کو بخشا
نہ جانے کتنے ہی الزام ہیں میرے سر پر

ترابؔ قدیری

6-11-95

دائمی بہار

خزاں کا ذکر ہی کیا دائمی بہار رہے
رہے تو پیشِ نظر صرف اپنا یار رہے

سکوں نصیب ہے محفوظ گھر وہی جسمیں
یقین پختہ ہوا ایمان پائیدار رہے

ہزاروں سینکڑوں طوفان ہو تو کیا غم ہے
جو وقف ہوگیا بیڑا اُسی کا پار رہے

نہ جانے کتنے ہی جنت دلانے والے ہیں
اکیلا آدمی کس کس کا اعتبار رہے

نظر کی بات ہے آسان نہیں ہے نظارہ
اگرچہ دید کے طالب تو بیشمار رہے

بروزِ حشر میرے پاس کیا ہے کیا لاؤں
نبیؐ کے صدقے میں بس لاج کردگار رہے

تمہارے خاک قدم ہو کے زندگی پاؤں
ہنر تراؔب کا اس طرح یادگار رہے

یادِ قدیرؔ

نور برسے ہو جہاں یادِ قدیرؔ
عرس کی صورت عیاں یادِ قدیرؔ

اہل نسبت کر رہے ہیں دیکھئے
قادری و چشتیاں یادِ قدیرؔ

موت سے کم تھی نہ فرقت کی گھڑی
"ہوگئی تسکین جاں یادِ قدیرؔ"

خواجۂ فضلِ متیںؔ خسروِ دکن
ہے وطن کے درمیان یادِ قدیرؔ

یہ کریم اللہ کا فیضان ہے!
ہے ہر ایک دل میں نہاں یادِ قدیرؔ

اہل دل اہل وفا کا ظرف ہے
ہے سراپا آستاں یادِ قدیرؔ

گر نبیرہ ہے تراؔب قادری
شرف نسبت ہے یہاں یادِ قدیرؔ

۱۳ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ یوم ۲۶ / جولائی ۱۹۹۳ء بروز جمعرات

زندگی کا راز

اُن پر مرمٹنے ہی میں بس زندگی کا راز ہے
مر کے زندہ جو رہے باقی وہی جانباز ہے
ذکر یا ہُو ہے کا نغمہ پیرِ کامل سے ملا
کلمۂ طیب کا بجتا کیا نرالا ساز ہے
رفعتیں زیرِ قدم مجبور فکر آدمی
عرش سے بالا میرے سرکار کی پرواز ہے
سب کی اونچی ہیں اڑانیں پرے بامِ وفا
اہلِ عرفاں جانتے ہیں ان میں کوئی باز ہے
دیکھتے ہی دیکھتے صحرا گلستان ہوگئے
آپ کی چشمِ کرم کا بھی عجب انداز ہے
وہ نہ ہو تو مجھ میں میرا کیا رہے بتلایئے
دم کا نگراں ہے ہر اک دم اور وہی رمساز ہے
جب ہوا پوشیدہ تو اظہار کی صورت ہوئی
بھید بھیدی کا ہوں میں وہ جانِ جاں ہمراز ہے
زرّہ کمتر تراب خستہ جاں کی بات کیا
شاہ یمنی کی غلامی پہ ہمیشہ ناز ہے

مشاعرہ آستانہ قدیری بھلکلہ شریف
20-4-2000

(مشاعرہ عرس میر قدیری) کڑپہ

ہاں اہلِ محبت کا کیا خوب یہ رستہ ہے
گلشن تیری یادوں کا اس طرح مہکتا ہے
مضراب ہے کلمے کا مسرور زمانہ ہے
وہ نغمہ دروں اپنی ہر سانس میں بجتا ہے
صورت بھی اُسی کی ہے سیرت بھی اُسی کی ہے
"اس یار کے پردے میں وہ یار چمکتا ہے"
ایکبار مدینے کو اخلاص سے آجانا
جنت کیلئے زاہد کیوں اتنا ترستا ہے
سر دیکے خریدہ ہے کیا خوب ہوا سودا
بازارِ محبت میں پھر بھی یہاں سستا ہے
کیا لغزش پا ہوگی جب آپ سنبھالیں گے
عاشق کا قدم تیرے پھر کیسے بہکتا ہے
دانائی بھی حیرت میں پڑھتی ہے تراب آخر
یہ ہوش کی منزل ہے دیوانہ سمجھتا ہے

نذرِ عقیدت بہ بارگاہ حضرت خواجہ خانونؒ شاہ ولایت (گوالیار)

غوث و خواجہ کی عطاء حسن عقیدت مل گئی
واہ کیا فیضان ہے پاکیزہ نسبت مل گئی

ہوں میں باشندہ دکن کا آپ نے بلوالیا
اے خوشا تقدیر کہ اس در سے قربت مل گئی

سب کے دامن بھر گئے سب کو نوازہ آپ نے
خواجہ خانونؒ کے در سے سخاوت مل گئی

بندگی پر لطف ہے اور زندگی پُر کیف ہے
''جب سے دل کو خدمت شاہِ ولایت مل گئی''

ایک پل میں دل کی آنکھیں کھل گئیں یہ ہے کرم
ذکر جاری ہوگیا ایسی کرامت مل گئی

یہ عمل مقبول ہے دیکھو ترابؔ قادری
انکساری عاجزی کرنے کی عادت مل گئی

یکم اگست 2000

خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی بندہ نوازی
ترابؔ قدیری (ہلکٹہ شریف)

فکر ہے

آنے کی فکر ہے نہ تو جانے کی فکر ہے
مجھکو میرے حضور نبھانے کی فکر ہے

سب اپنی اپنی فکر میں مصروف ہیں مگر
سرکار کو تو سارے زمانے کی فکر ہے

کیسے کہوں کہ کس طرح گزری شبِ فراق
وقتِ سحر ہے آپ کے آنے کی فکر ہے

منزل کی کامیابی تو ایماں بخیر ہے
کلمہٗ دمِ اخر سُنانے کی فکر ہے

پروانہ وار ہیں تیری یادوں کے تذکرے
ہر دم وفا کی شمع جلانے کی فکر ہے

سر رکھ کے ان کی بارگہِ التفات میں
احوال اپنے دل کے سُنانے کی فکر ہے

خدمت نقیبِ وقت کی سونپی گئی ترابؔ
سوتے ہوؤں کو کب سے جگانے کی فکر ہے

نذرِ عقیدت

۲۵واں عرسِ قدیریؒ ہلکٹہ شریف

ایک ہم تنہا رہے گورِ غریباں کی طرف
اور سب مصروف تھے جشنِ گلستاں کی طرف

گمرہانِ راہ منزل کب تلک اپنی انا
کیوں خیال آتا نہیں تجدیدِ ایماں کی طرف

سرتا پا سرکار میرے مخزنِ انوار ہیں
سارا عالم دیکھتا ہے شرحِ قرآں کی طرف

ایک دن ایسا نظارہ ہوگا شوقِ دید کا
ہر نظر تکتی رہے گی چشمِ نگراں کی طرف

کعبۂ عشاق کا کیا خوب رستہ مل گیا
"دل جھکا جاتا ہے اپنا کوئے جاناں کی طرف"

آپ کے در سے کوئی خالی گیا نہ جائے گا
اک نظر بہرِ خدا حالِ پریشاں کی طرف

دُور منزل گُپ اندھیرا راہ کی پیچیدگی
جان آئی دیکھ کر شمعِ شبستاں کی طرف

کیا کریمی شان ہے دستِ قدیری میں تری
کاسائے حسرت بڑھا فیاضِ دوراں کی طرف

بات کل کی اور تھی اب کیا بتائے گا تراب
دیکھتا ہے کون اب مجبورِ انساں کی طرف

بموقعہ عرس شریف حضرت قاضی سید میر شاہ قادری چشتی بندہ نوازی

میرؔ قدیری (کڑپہ)

عنایت کی نظر اس طرح سے سرکار ہوجائے
تصدق آپ پر یا سیدی گھر بار ہوجائے

شناسا تیرے در کا ہوش کی منزل میں رہتا ہے
کمالِ عشق ہے دیوانہ بھی ہوشیار ہوجائے

جو تھا یثرب میرے سرکار نے طیبہ بنا ڈالا
عطاء کی بات ہے صحرا گل و گلزار ہوجائے

شہادت جس نے پائی ہاں قیادت اُنکا حصہ ہے
وہی مردِ مجاہد تو سپہ سالار ہوجائے

کھلیں آنکھیں جو خوابِ زندگی کی یہ حقیقت ہو
"تصور کرتے کرتے آپ کا دیدار ہوجائے"

منور ہوگئی محفل کہ میرؔ کارواں آئے
تراب اس شان سے ہر سمت لالہ زار ہوجائے

تراب قدیری

۲۳واں عرسِ قدیر کے لئے

تاریخ جب بھی فتح و ظفر ڈھونڈتی رہی
منزل کسی کا عزم سفر ڈھونڈتی رہی

شدت سے انتظار ہے مستِ خرام کا
پیاسی نگاہ راہ گذر ڈھونڈتی رہی

اپنے لئے تو اُنکی نظر کیمائے زیست
دنیا ہے یہ تو لعل و گہر ڈھونڈتی رہی

جانے وہ کس مقام پہ پھر یاد آگئے
نقش قدم کو دیدۂ تر ڈھونڈتی رہی

وقتِ اخیر جب یہ سُنا آرہے ہیں وہ
"بے چین دل تھا اور نظر ڈھونڈتی رہی"

رحمت کی اک نگاہ سے ہوتے ہیں فیصلے
زاہد کی فکر عیب و ہنر ڈھونڈتی رہی

اُنکا کرم ہی دید کی تسکین ہوتو ہو
شامِ غریباں اپنی سحر ڈھونڈتی رہی

مجبوریاں زمانے کی تھک، ہار کر یہاں
آخر تراب اپنا ہی گھر ڈھونڈتی رہی

فیض نسبت

فیض اللہ ربھورم پیٹھ حیدرآباد

بحمد اللہ ہر اک سُو فیض نسبت کی رسائی ہے
تقاضائے محبت آج ہمکو کھینچ لائی ہے

وہاں کی بات ہی کچھ ہے وہاں عشاق رہتے ہیں
خرد اخر خرد ہے جو یہاں تک کام آئی ہے

یہ کہتے ہیں سبھی حضرت نذر کے چاہنے والے
قدیری میکدے سے نذر نے ہمکو پلائی ہے

نبیرہ ہے تراب قادری نُورِ کریمی کا
کہ جس کی خدمتیں روئے زمین پر رنگ لائی ہے

تراب قدیری

نذر محبت

عرس حضرت نذر محبوب شاہؒ (فیض الندر) حیدرآباد

المدد غوث اعظم کا نعرہ رہے، تب ملے گی اماں مرحبا مرحبا
ہم پہ سایہ فگن جبکہ ہیں دیکھئے خواجۂ خواجگاں مرحبا مرحبا

بزم شاہ قدیری کی آباد ہے سلسلے سے نمایاں ہے، فیض الندر
اس طرح شان لطف کریمی ہوئی چل پڑا کارواں مرحبا مرحبا

چل کے دیکھیں زرا کس کے انوار میں، ہے زبانِ عقیدت پہ مصرع یہی
"وہ عرس پاک آج ہے نذر محبوب کا وجد میں ہے، سماں مرحبا مرحبا"

مخزنِ فیض جن کی نگاہیں رہی بس تراب ان کے در سے ملی زندگی
ایک نسبت سے کتنے ہی روشن ہوئے ہر جگہ آستاں مرحبا مرحبا

تراب قدیری

فیض الندر بھورم پیٹھ حیدرآباد

بموقعہ عرس حضرت نذر شاہؒ

یوں تو دنیائے طلب میں دیکھئے کیا کیا نہ تھا
خود نظر نے کہہ دیا کہ آپ سا دیکھا نہ تھا
اپنے اپنے رنگ لیکر کتنے رنگ اُڑتے گئے
حق یہ ہے رنگِ قدیری کی طرح گہرا نہ تھا
سنے آئے تھے سانا پڑھ رہا ہے دیکھئے
اس طرح سے بزم میں پہونچیں گے یہ سوچا نہ تھا
کیا قدیری شان ہے کہتے ہیں الندری یہاں
"نذر کے ملنے سے پہلے حال دل ایسا نہ تھا"
دل کا سودا دل کے ہاتھوں کرلیا اس واسطے
ملکیت شفاف تھی اور غیر کا قبضہ نہ تھا
ہم نے اک اک سانس کا بیباق کرڈالا حساب
ذاکرِ بالقلب پر دیکھو کوئی قرضہ نہ تھا
صحبت زربخش نے سب کام پورے کردیئے
پیسے والا ساتھ تھا پر جیب میں پیسہ نہ تھا
دیکھنے والوں نے دیکھا ہے ترابِ قادری
آج بھی تنہا نہیں اور کل بھی میں تنہا نہ تھا

بہ یادگار خلیفہ حضرت قدیرؒ حضرت خواجہ سید سُلطان شاہ قادری چشتی افتخاری رحمۃ اللہ علیہ

باغِ سلطان، گنتکل

کل کی تھی بات کل تو ملے اور کل گئے
پاکے کرم کو آپ تو آگے نکل گئے

منزل اُسی کی اُسکا سفر کامیاب ہے
جو بھی وفا کی راہ پر باہوش چل گئے

جو کچھ ہوا جو ہوگا نظام قدیرؔ ہے
"اُن کے کرم نے جسکو سنبھالا سنبھل گئے"

انکے کرم سے اپنی سلامت ہے جھونپڑی
ورنہ زمانہ ساز محل کتنے ڈھل گئے

منظر ترابؔ دیکھیے کتنا ہے دلنواز
دادا قدیرؔ کتنے دلوں کو بدل گئے

ترابؔ قدیری

بموقعہ عرس شریف خلیفہ حضرت قدیرؒ حضرت پیر احمد شاہ قادری عتیقؔ رحمۃ اللہ علیہ شولاپور

ہیں بہارِ دل میں پنہاں پیر احمد شاہ عتیقؔ
واقعی جانِ گلستاں پیر احمد شاہ عتیقؔ
وقت تو گذرا مگر یادیں ہیں تازہ آج بھی
آپ کی چاہت تھی یکساں پیر احمد شاہ عتیقؔ
فیضِ نسبت دیکھیے ہر اک زباں کہنے لگی
بزمِ عرفاں کے سخن داں پیر احمد شاہ عتیقؔ
یہ کریمی شان ہے فیضِ قدیری کا اثر
ہے بنا گلزار میداں پیر احمد شاہ عتیقؔ
دامنِ صبر و تحمل کو اگر تھامے رہیں
کامراں ہونگے مریداں پیر احمد شاہ عتیقؔ
واقعہ محمود کا گر یاد آجائے ایاز
اور بھی ہونگے نمایاں پیر احمد شاہ عتیقؔ
ہے ترابِ قادری جو آج بحرالفیض میں
بزرگوں کے تھے قدر داں پیر احمد شاہ عتیقؔ

بزم جانثاراں

زندگی بھر کا انتظار رہا
ایک دو پل ہی وصلِ یار رہا

آگئے در پہ یہ عنایت ہے
دل مگر کب سے بیقرار رہا

جانے کیوں بزم جانثاراں میں
تذکرہ اپنا بار بار رہا

پتے پتے میں ڈھونڈتا تھا پتہ
بنکے دیوانہ ہوشیار رہا

راہ سیدھی بتا گیا کوئی
پیچھے آیا تھا سب سے پار رہا

صاف سنتے ہیں صاف کہتے ہیں
ہاں تراب یوں بھی آشکار رہا

تراب قدیری

یامعین

ظلم کے ہاتھ جو پتھر کو اٹھالیتے ہیں
میرے خواجہ مجھے اس وقت بچالیتے ہیں

وہ تو ماحول سے گھر اپنا سجالیتے ہیں
ہم تو حالات سے آئینہ بنالیتے ہیں

بگڑی بنتی ہے سنور جاتے ہیں قسمت سبکے
در سلامت یہاں سب آکے دعا لیتے ہیں

ایک لمحے میں قضاء دوسرے لمحے میں حیات
جو بھی مرضی ہو خریدارِ وفا لیتے ہیں

وقت نازک کو ترابِ دلِ خستہ جانے
ہے کرم انکا سرِ راہ نبھالیتے ہیں

تراب قدیری

23-12-2003

اندازِ دلبرانہ

یوں بے بسی کا اپنی تماشا دکھائی دے
جب ملکیت پہ غیر کا قبضہ دکھائی دے

محبوب کی تلاش میں بھٹکا کدھر کدھر
اب وقت آگیا ہے اس جاہ دکھائی دے

انداز دلبرانہ کہ قربان جایئے
محبوب ایک ہو کہ بھی سب کا دکھائی دے

چاروں طرف سے کعبہ کو سجدہ ہوا روا
دیوانے کو ہر ایک سُو کعبہ دکھائی دے

حسبِ طلب نظر کو نظارہ ملا مگر
ہم کو تو بس قدیر کا جلوہ دکھائی دے

اُن کی نگاہِ فیض سے ملتی ہیں وسعتیں
اُن کے کرم سے دیکھئے کیا کیا دکھائی دے

کہتے ہیں سب کہ اُن کی ادا یاد آگئی
محفل میں جب تراب کو آتا دکھائی دے

عہدِ رفتا

کیوں وفا کو آپ نے اِس طرح رسوا کردیا
خود بھی ظاہر ہوگئے مجھکو بھی افشاء کردیا

آگئے اک جست میں اِس جا سے اُس جا پہ
دیکھتے ہی دیکھتے نہ جانے کیا کیا کردیا

سب تمہارے ساتھ تھے اور سب تمہارے ساتھ ہیں
کیا ہوا کیسے ہوا مجھ کو ہی تنہا کردیا

آج کے منظر الگ ہیں کل کی باتیں اور تھیں
اپنی یادوں کو تو ہم نے عہدِ رفتا کردیا

ذرّے ذرّے بکھرے بکھرے تھے تراب اس بزم کے
تنکا تنکا جوڑ کر محفل کو یکجا کردیا

تراب قدیری

۲۰ر جمادی الاول ۱۴۲۴ھ
21-7-2003

ایسا بھی ہوتا ہے

تمناؤں کا بوسیدہ ہُنر ایسا بھی ہوتا ہے
کبھی گم کردہ منزل کا سفر ایسا بھی ہوتا ہے

ہمیں تو ایک ہی در نے نبھایا ہے، سنبھالا ہے
کوئی پھرتا ہے دیکھو در بدر ایسا بھی ہوتا ہے

حقیقت ہے کہ اک دن راز افشاء ہو ہی جائے گا
بنے جب آئینہ، آئینہ گر ایسا بھی ہوتا ہے

خرد مندوں میں دیوانوں کی باتیں کام آتی ہیں
ہوا انجان ہے، سب جانکر ایسا بھی ہوتا ہے

جو ملتا ہی نہیں تھا مل گیا یہ بھی حقیقت ہے
اُسے لایا ہے کوئی ڈھونڈکر ایسا بھی ہوتا ہے

بظاہر شوروغل کا ایک عالم ہے زمانے میں
پسِ چلمن ہے کوئی فتنہ گر ایسا بھی ہوتا ہے

ہزاروں جاننے والوں کے دعوؤں نے نہیں جانا
خبر کچھ بھی نہیں ہے بے خبر ایسا بھی ہوتا ہے

کُھلا بابِ وفا ہے جسکو آنا ہے وہ آجائے
ہمیشہ در گذر فیضِ نظر ایسا بھی ہوتا ہے

ہے سینے میں چراغ کلمۂ طیب اُجالا ہے
تُراب اُنکی دعاؤں کا اثر ایسا بھی ہوتا ہے

میزانِ حق

حق کو میزاں پہ وہ لا نہ سکے
وعدہ آنے کا تھا وہ نہ آسکے

اب ہزاروں جتن سے کیا حاصل
حافظ لی کے در جو آنہ سکے

زندہ جاوید ہیں قدیر اللہ
پختہ اپنا یقیں بنا نہ سکے

کیسے حاصل ہو اُسکو بینائی
پردہ غفلت کا جو اٹھا نہ سکے

کھول کر وہم کے ڈبیوں کو
ایک دنیا نئی بسا نہ سکے

جسکے در پہ امان ملتی ہے
ایسے در پہ قسم وہ کھا نہ سکے

فیصلے صاف ہیں تراب مگر
صاحبِ دید کو وہ پا نہ سکے

تُرابؔ قدیری

۱۹ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ / 12-1-2004

یادِ سید حُسین خلیفہ

نارائن گوڑہ حیدرآباد

یاد بولی ہیں کہاں سید حسینؒ — دل پکارا ہیں یہاں سید حسینؒ
یونہی منظر دیدنی ہوتا نہیں — کتنی ہیں قربانیاں سید حسینؒ
آستانے یار پر سَر رکھ دیا — ہوگئی تسکین جاں سید حسینؒ
جب پکارا پیر نے سید میاں — اے قرب آستاں سید حسینؒ
فیض نسبت نے عطاء کی آپ کو — ذکر دم کی کُنجیاں سید حسینؒ
جاں نثاری دیکھ کر یاد آگئیں — کیسی کیسی ہستیاں سید حسینؒ
سرور و خواجہ براہیم عارفیؒ — ہیں سبھی کے درمیاں سید حسینؒ
آج بھی قائم ہے گلزار وفا — گویا پھولوں کی زباں سید حسینؒ

ذکر کرتے ہیں تراؔب قادری
شاد ہونگے دادا جاں سید حسینؒ

تراؔب قدیری

۲۵ر جمادی الاخر ۱۴۲۱ھ
24-9-2000

بات بنتی ہے

اُنکے آنے سے بات بنتی ہے
بس نبھانے سے بات بنتی ہے
دل دکھانے سے کچھ نہیں ہوتا
دل لبھانے سے بات بنتی ہے
ہے کرم آپ کا مدارِ حیات
اک زمانے سے بات بنتی ہے
کیا فقیری میں بادشاہی ہے
سرجھکانے سے بات بنتی ہے
ہاں ابوالفیض گنج بخش ہوئے
فیض پانے سے بات بنتی ہے
تھام لیتے ہیں لغزشِ پا کو
آزمانے سے بات بنتی ہے
دوستوں نے بھی دشمنی کی ہے
کیا بتانے سے بات بنتی ہے
آہ وزاری سے کیا ملے گا بھلا
غم چھپانے سے بات بنتی ہے
گردشِ وقت دیکھتے ہیں تراب
وقت آنے سے بات بنتی ہے

منظوم شجرۂ مبارکہ قادریہ عالیہ خلفائیہ

ہو عطا سید محمد بادشاہ کا واسطہ
سالکِ شاہِ کریم اللہ شاہ کا واسطہ
قادری بزمِ قدیری شاد ہو آباد ہو
عبدِ قادر سیدِ کل اولیاء کا واسطہ
حضرتِ چندہ حسینی کا کرم شامل رہے
صدرِ دینِ واقفِ رازِ وفا کا واسطہ
شاہ عبدِ قادر ذی شان کی ہمت رہے
ہو عمر موجود شاہِ حق رسا کا واسطہ
لطف ہو عرفان علی شاہ قادری کا دمبدم
حضرتِ جعفر علی شاہ ساقیا کا واسطہ
خواجۂ سید حسن مودودی شاہ کا ہو کرم
حضرتِ اکبر علی مودودی شاہ کا واسطہ
جو کہ ہیں سید محمد میر بہلی شاہِ دیں
اور امر اللہ شاہِ باوفا کا واسطہ
شاہ آبادی شاہ بہاء الدین شاہِ قادری
شاہ دینِ شیخ نجم الحق نما کا واسطہ
نسبتِ عبد العزیز شاہِ شکر پارہ کا فیض
اور بہاء الدین شاہ شطاریہ کا واسطہ
جو ہیں تاج العارفین رزاقِ دیں شاہِ جمال
غوث الاعظم شاہ عبدِ قادرا کا واسطہ

بوسعیدِ عارفین جو ساکنِ مخزوم ہیں
بوحسن خواجہ علی قریشی پیا کا واسطہ
یوسف طرطوسی کی مدحت میں دن گذریں مرے
عبدِ واحد بن تمیمی ساقیا کا واسطہ
یا الٰہی بوبکر شبلی سا ذوقِ بندگی
دے ابو القاسم جنیدِ حق رسا کا واسطہ
عاشقوں میں بوحسن خواجہ سری سقطی کے رکھ
حضرتِ معروف کرخی کی ادا کا واسطہ
سیدِ سادات امامِ دینِ حق رضا علی
موسیٰ کاظم سے امام بے ریا کا واسطہ
جعفرِ صادق کے صدقے میں الٰہی بخش دے
ہاں امام باقرِ صدق و صفا کا واسطہ
زینتِ دیں شاہ زین العابدیں ابنِ حسین
سید الشہداء شہیدِ کربلا کا واسطہ
نورِ چشمِ فاطمہ یعنی حسن ابنِ علی
ہاں علی المرتضیٰ شیرِ خدا کا واسطہ
یا الٰہی بخش دے عصیاں ہمارے بخش دے
ہادیِ برحق محمد مصطفیٰ کا واسطہ
حاضرِ دربار ہیں صاحب قدیری بوتراب
ہو کرم ہر دم شہیدِ اہلِ صفا کا واسطہ

سلام امین

امینِ وارث فضل وعطا سلام علیک
دلِ غریب کے حاجت روا سلام علیک
مقامِ قُرب کے حق آشنا سلام علیک
حبیب جس کو کہا خود خُدا سلام علیک

ہے جن کے نام سے عرشِ بریں بھی تابندہ
انہیں کے نور سے سب کچھ بنا سلام علیک
قلم بھی شق ہوا لکھ کر محمدؐ عربی
وہ مرتبہ ہے وارالورا سلام علیک

کہ جس پہ روز ملائک درود پڑھتے ہیں
محمدؐ آپ پر دو جگ فدا سلام علیک
علیؑ کا واسطہ حسنینؑ کے لڑکپن کا
عطا ہو صدقہ غوثُ الوریٰ سلام علیک

دیارِ پاک میں صاحب کی التجا ہو قبول
ہمیں عطا ہو کرم آپ کا سلام علیک

سلام

عظمت دو جہاں سلام علیک
فخرِ کون و مکاں سلام علیک

جز تمہارے ہمارا کوئی نہیں
حامیِ بیکساں سلام علیک

سب کے رہبر ہو سب کے نگراں ہو
خاتم المرسلاںؐ سلام علیک

لاج رہ جائے بات بن جائے
شافعِ عاصیاںؐ سلام علیک

وجہِ تخلیق کائینات ہو تم
بے نشاں رانشاں سلام علیک

اہل مجلس کی ہو قبول دعا
مقصد سائیلاں سلام علیک

ایک صاحبؔ ہے گردِ راہِ سفر
اے شہہِ کارواں سلام علیک

سلام بہ بارگاہ تاجِ رسالت

فخرِ تاجِ رسالت پہ لاکھوں سلام
واقفِ رازِ قدرت پہ لاکھوں سلام

رفعتیں جنکے زیرِ قدم آگئیں
قاب قوسین کی قُربت پہ لاکھوں سلام

آپ کے در سے ملتا رہے گا سدا
یا محمدؐ سخاوت پہ لاکھوں سلام

جن کی خاطر بنائے گئے دوجہاں
راز دارِ مشیت پہ لاکھوں سلام

ذاکرؔ و حارثؔ وصابرؔ و بوترابؔ
سبکی جانب سے حضرتؐ پہ لاکھوں سلام

التجا در پہ صاحبؔ قدیری کی ہے
ہوکرم شانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

صاحبؔ قدیری

سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

بہ حاضری روضہ مبارک مدینہ شریف

بروز پیر ۵ رجمادی الآخر ۱۴۱۶ھ م 6 / اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز پیر

کھڑے ہوئے ہیں غریب در پر اے شاہ بطحٰی سلام لیجے
ہماری جنت حضور کا گھر مکینِ خضریٰ سلام لیجے

درود سرکارؐ دو جہاں پر سلام مالک انس و جاں پر
پکارے حق کی زباں یہ کہہ کر امینِ کعبہ سلام لیجے

وہاں تھے احمدؐ یہاں محمدؐ کریں شفاعت وہ بنکے محمودؐ
ہے کلمہ پڑھتے ہیں جبکہ کنکر نبیؐ اعلیٰ سلام لیجے

الٰہی وہ انقلاب آئے جو ابن مریم کو ساتھ لائے
دل حزیں نے کہا تڑپ کر ہمارے آقا سلام لیجے

ہماری روضہ پہ حاضری ہے دلوں کی دھڑکن یہ کہہ رہی ہے
جو آپ چاہیں، بنے مقدر اے شاہِ شاہا سلام لیجے

کہاں سے صاحبؔ عمل کو لائے فقط کرم اپنے کام آئے
ہے، دست بستہ فقیر در پر حضورؐ والا سلام لیجے

27TH URS
۲۷ واں
عرسِ قدیر
۱۲ محرم جلسہ قرأت ونعت
چراغاں
۱۴
24th
Feb. 2005
Thursday
صندل مبارک
۱۳
23rd
Feb. 2005
Wednesday
کریم
حضرت خواجہ محمد سید بادشاہ قادری چشتی یمنی
قدیر
14th
MOHARAM
CHIRAGAN
محفلِ سماع
ہلکٹہ شریف
13th
MOHARAM
Juloos
SANDAL
MUBARAK
جلسۂ عظمتِ اولیاء
URS-E-QADEER
HALKATTA SHAREEF, NEAR WADI (JN.), GULBARGA
خواجہ سید ابراہیم شاہ